اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور و معروف اخبار ہفتہ کی

۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۲ و ۲۶ و ۳۰

تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

الحکم

چہ گویم با تو گرائی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دارالامان بینی

(ایڈیٹر - شیخ یعقوب علی تراب احمدی)

قیمت پیشگی سالانہ

۱ - عوام سے ۳ر

۲ - خواص و معاونین سے عہ

۳ - ہندوستان سے باہر سے

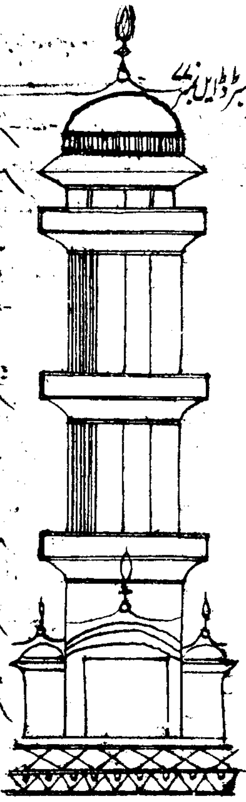
۴ - غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر

۵ - اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپے سے کم آمدنی والے لوگوں سے ۱۲ر

نوٹ

عہ کا سالانہ اضافہ مندرجہ بالا قیمتوں میں ڈبل اشاعت کی وجہ سے کیا گیا ہے +

نمبر ۲۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۳۲۶ | جلد ۱۲



کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

۱۱ - اپریل ۱۹۰۸ء سیر

کسی معترض کا ایک خط حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب کی خدمت میں آیا تھا جس میں اس نے مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا - حضرت مولوی صاحب موصوف نے حضرت اقدس کی خدمت میں بوقت سیر اس کا تذکرہ کیا - حضرت اقدس نے

فرمایا

کہ ایسے آدمی سے پہلے یہ دریافت کرنا چاہیے کہ آیا تم کلمہ گو بھی ہو یا کہ نہیں؟ اور آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اور انبیاء سابقین پر بھی ایمان رکھتے ہو یا کہ نہیں؟ تعجب آتا ہے ایسے لوگوں کی حالت اور عقل پر کہ ہزار ہا قسم کے نشانات دیکھتے ہیں اُن کی تو کچھ پروا نہیں کرتے اور نہ اُن سے کوئی فایدہ اُٹھاتے ہیں - مگر جب ایک ایسے امر کو جو متشابہات میں سے ہوتا ہے بوجہ اپنی کم فہمی اور کم عقلی کے اس کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی باعث اعتراض کرنے بیٹھ جاتے ہیں - حالانکہ اُن سے اگر یہ سوال کیا جاوے کہ اور جو ہزار ہا بیّن نشان موجود ہیں اُن سے تم نے کیا فایدہ اُٹھایا ہے - تو یقیناً اُن سے کوئی جواب بن نہیں آتا -

حالانکہ وہ امر جس کو وہ اپنی کم علمی کی وجہ سے نشانہ اعتراض بناتے ہیں - عین سنت اللہ کے موافق ایک امر ہوتا ہے - اور کوئی بھی نبی نہیں گذرا جو اس سنت سے باہر رہا ہو - پس اس سنت سے انکار کرنے والے کا ایمان کیسے خطرے میں ہے -

وہ صرف ہماری پیشگوئی پر ہی اعتراض نہیں کرتا بلکہ آنحضرت صلعم کی بھی تکذیب کرتا ہے اور بلکہ اس طرح سے تو دوسرے تمام انبیاء کی بھی تکذیب لازم آتی ہے -

دیکھو آں حضرت صلعم کا صلح حدیبیہ کا معاملہ جس میں بعض بڑے بڑے اکابر صحابہ رض کو بھی ٹھوکر لگ گئی تھی - مگر پھر خدا نے اُن کی دستگیری فرما کر اُن کو بچا لیا - حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک تھے -

پھر آں حضرت صلعم کا اس امر کا اظہار فرمانا کہ ابوجہل مسلمان ہو جاوے گا -

ماسوا ان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ حواریوں کے بارہ تختوں کا معاملہ -

حضرت یونس نبی ع کی قوم کا معاملہ -

حضرت موسیٰ ع کی زندگی میں بھی ایسا معاملہ موجود ہے -

تو پھر ہم حیران ہیں کہ ایسا معترض مسلمان کہلا کر کس کس بات کا انکار کرے گا - یہ تو ایک بیہودہ بات ہے کہ جس بات کی سمجھ نہ آئی اُس کا انکار کر دیا -

دیکھو ہماری اس پیشگوئی کی ایک ٹانگ تو اُسی وقت پیشگوئی کے عین مطابق ٹوٹ گئی - جس کی وجہ سے اُن لوگوں پر خوف طاری ہوا - اور اُنھوں نے صدقہ اور خیرات سے اور اور طرح سے عجز و انکسار - گریہ و بکا سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے بھی مطابق اپنی سنت کے اُن سے سلوک کیا -

دیکھو حضرت یونس نبی کا قوم سے جو عذاب کا وعدہ ہوا تھا اس میں تو کوئی بھی شرط موجود نہ تھی - اور صاف اور صریح الفاظ تھے کہ چالیس دن کے بعد تم پر عذاب نازل ہو جاوے گا - پس جب ایک غیر مشروط اور قطعی پیشگوئی کا توبہ اور اضطراب اور گریہ و بکا سے ٹل جانا سنت اللہ کے مطابق ہے تو پھر مشروط پیشگوئی پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے جس میں صاف یہ الفاظ موجود ہیں - تُوبِی تُوبِی فَاِنَّ الْبَلَاءَ عَلٰی عَقِبِکِ -

حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں لکھتے ہیں کہ قَدْ یُوْعَدُ وَلَا یُوْفٰی - کہ بعض وعدے خدا تعالیٰ کے ایسے بھی ہوتے ہیں جو وہ پورے نہیں کئے جاتے -

متشابہات خود قرآن شریف میں متشابہات کا

ذکر ہے۔ مومن اور کافر میں ایسے متشابہات سے تمیز ہو جاتا ہے اور چھپے ہوئے مرتد اور منافق لوگوں کے الگ کرنے کا یہ ایک آلہ ہوتے ہیں۔ خدا اگر متشابہات نہ رکھتا تو دُنیا دُنیا ہی نہ رہتی۔

منافق کا قاعدہ ہے کہ اُس کو ورغلایا جاتا ہو اُنظر نہیں آتا۔ اور وہ اس سے فایدہ نہیں اُٹھاتا بلکہ خس و خاشاک کی طرف جھک جاتا ہے اور مرتد ہو جاتا ہے۔

اگر ہم منہاج نبوت سے باہر کوئی امر پیش کرتے ہوں اور کوئی نئی بات اپنی طرف سے پیش کرتے تو اعتراض کا موقع بھی تھا۔

قرآن شریف میں آیا ہے کہ **لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحاب السعیر**۔ پس جس شخص نے نہ کبھی صحبت میں رہ کر ہماری باتوں کو سُنا ہو۔ اور نہ خود منہاج نبوت کے ثبوت پر پرکھنے کی عقل ہو وہ کیسے ہدایت پا سکتا ہے۔ دیکھو موجودہ زمانے میں خدا نے اتنے کثرت سے زبردست نشانات کا ذخیرہ جمع کر دیا ہے اور ایسے ایسے اسباب مہیا کر دئے ہیں کہ اگر ایک **لاکھ نبی** بھی ان نشانات سے اپنی نبوت کا ثبوت کرنا چاہے تو کر سکے۔ کیونکہ اُس وقت نہ تو ایسی ضرورتیں تھیں اور نہ ہی ایسے ذرائع و اسباب مہیا تھے۔

دیکھو اگر انبیاء کی بعثت کے ساتھ ہی بڑے بڑے زبردست نشانات اور کھلے کھلے معجزات دکھا دئے جایا کریں تو پھر **ایمان ایمان** ہی نہیں رہ سکتا۔ بلکہ وہ تو **عرفان** ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس میں انسان کو ثواب اور مدارج کے حصول کی کوئی وجہ ہی نہیں رہتی۔ اگر ابتدا ہی میں کھلی کھلی کامیابیاں اور فتوحات ہو جاتیں تو سب سے پہلے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ہونے والے بدمعاش اور فاسق فاجر لوگ ہی ہوتے۔ اور صادق اور کاذب۔ مخلص اور منافق میں تمیز کی کوئی راہ باقی نہ رہ جاتی اور نعوذ باللہ اس طرح سے تو امان اُٹھ جاتی۔

صدیق اکبر | دیکھو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فراست صحیحہ اور نور ایمان سے پہچان لیا تھا۔ کیا اُنھوں نے کوئی معجزہ مانگا تھا؟۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ صرف آں حضرت صلعم کی زندگی کے ابتدائی واقعات ہی سے آپ کے صدق دعوے کو بڑی قوت اور استقلال سے قبول کر لیا۔ حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب عرض کی کہ خدا نے بھی اُن کے صدق اور اخلاص کو کیا نوازا کہ جو کچھ آنخضرت صلعم کے سینہ مبارک میں تھا وہی کچھ اُن کے سینے میں بھر دیا۔ **ما صب اللہ فی صدری شیئا الا صببتہ فی صدر ابی بکر**۔

کس **قدر** جرأت اور طاقت اور جلال کے ساتھ آپؓ نے آں حضرت صلعم کی وفات کے موقع پر یہ خطبہ پڑھا کہ **من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت**۔

خلیفہ۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اُس کے دل میں **حق ڈالا** جاتا ہے۔ جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دُنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اُس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اُس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔

آں حضرت

نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالےٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرما دے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے۔ اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے حضرت **ابوبکر صدیق** رضی اللہ عنہ کو اس کام کے لئے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق اُنہی کے دل میں ڈالا۔

حضرت مولانا المکرم سید محمد احسن صاحب نے عرض کیا کہ حضور کے الہام میں بھی تو یہی مضمون ہے۔ **الحمد للہ الذی جعلک المسیح ابن مریم** اور آیت **استخلاف** میں بھی اللہ نے اسناد **لیستخلفن** اور **لیمکنن** کی اپنی ہی طرف فرمائی ہے نہ کہ رسول صلعم کی طرف۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک الہام میں اللہ تعالےٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے **الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ**۔ اور ایک اور الہام میں یوں آیا ہے کہ **مثلک درٌّ لا یضاع**۔ ان الہامات سے ہماری کامیابی کا بین ثبوت ملتا ہے۔

حضرت مولانا مولوی سید محمد احسن صاحب نے ایک اور خط کے متعلق عرض کیا۔

حضرت اقدس علیہ السلام

نے فرمایا کہ ہمارے پاس تو جب کوئی اس قسم کا خط آتا ہے کہ میں اکیلا ہوں۔ تو ہمیں اُس کے ایمان ہی کا خطرہ ہو جاتا ہے۔ **مومن خود جماعت** ہے۔ مومن اکیلا کبھی نہیں رہتا۔ جس کا ابتدا ایمان کامل ہوتا ہے خدا خود اُسے اکیلا نہیں رہنے دیتا۔

فرمایا کہ غیر احمدیوں کی لڑکی لے لینے میں حرج نہیں ہے۔ کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی تو نکاح جائز ہے۔ بلکہ اس میں تو فایدہ ہے کہ ایک اور انسان ہدایت پاتا ہے۔ اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہ دینی چاہئے۔ اگر ملے تو لے لے۔ لینے میں حرج نہیں۔ اور دینے میں گناہ ہے۔ فرمایا بعض لوگ جو

یکتم ایمانہ

میں داخل ہیں اور بعض مخفی در مخفی معقول وجوہات کے باعث وہ اپنے ایمان کا اظہار ابھی نہیں کر سکتے اور وہ ایسے نہیں ہیں کہ **لا الی ھٰؤلاء ولا الی ھٰؤلاء** بلکہ اُنھوں نے تمہارے پاس اپنے ایمان اور صدق خلوص کا اظہار کر دیا ہے تو وہ لوگ معذور ہیں۔ اور بعض وہ لوگ جو اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مکفرین میں داخل نہیں ہیں اُن کو چاہئے کہ وہ اس قسم کا ایک

اشتہار

دے دیں کہ وہ ہمارے مکفرین میں سے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ ہم کو کافر۔ وغیرہ ناموں سے یاد کرتے ہیں اُن سے اپنے آپ کو یوں الگ کر دیں۔ بلکہ یہ بھی لکھ دیں کہ جو لوگ ہمیں کافر کہتے ہیں وہ آں حضرت صلعم کی حدیث کے مطابق ایک مسلمان کو کافر کہنے کی وجہ سے خود کافر ہیں لیکن جیسے کبھی ہم میں آئے تو ہمارے بن بیٹھے اور اُن میں گئے تو اُن کے ہو گئے یہ ایمانداروں کی روش نہیں ہے۔ ہم کوئی غیب کا علم تو رکھتے نہیں کہ کسی کے دل کی حالت سے ہمیں آگاہی ہو جاوے۔ پس یہ ایک راہ ہے کہ جس سے یہ لوگ اگر ان کے دلوں میں کوئی نفاق کا مرض نہیں ہے تو ہمارے مکفرین میں سے الگ ہو کر الگ ایک جماعت بن سکتے ہیں۔ اور اگر **فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا** والا معاملہ ہے۔ اور ان کے دلوں میں واقعی نفاق کی آگ ہے تو اس طرح سے ان کی بیماری اور بھی زیادہ ہو جاوے گی اور ظاہر ہو جاوے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ بعض اوقات حب دُنیا کا غلبہ بھی سلب ایمان کا باعث ہو جایا کرتا ہے۔ لہٰذا دنیوی امور میں بہت انہماک اور دنیوی امور کو اتنی اہمیت دے دینا کہ گویا دین ایمان اور آخرت کی پرواہی نہ رہے یہ بھی خطرناک زہریلا مرض ہے۔

یہ تو وہ زمانہ ہے جس کے متعلق رسول اکرم صلعم نے فرمایا کہ تم پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاؤ۔ درختوں کے تنوں سے لگ جاؤ اور جس طرح سے بن پڑے زمانہ فتن سے اپنے ایمان کو سلامت رکھنے کی کوشش کرو۔ پس اگر بحالت مجبوری کوئی احمدی اکیلا ہی ہو تو اُسے تنہا ہی نماز گذار لینی چاہئے۔ اور کوشش اور دعا کرنی چاہئے کہ خدا اُسے جماعت بنا دے۔

اصل میں مومن کو بھی تبلیغ دین میں حفظ مراتب کا خیال رکھنا چاہیئے۔ جہاں نرمی کا موقع ہو وہاں سختی اور درشتی نہ کرے اور جہاں بجز سختی کرنے کے کام ہوتا نظر نہ آوے وہاں نرمی کرنا بھی گناہ ہے۔

اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

دیکھو فرعون بظاہر کیسا سخت کافر انسان تھا مگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو یہی ہدایت ہوئی کہ **قولا له قولا لینا**۔ رسول اکرمؐ کے واسطے بھی قرآن شریف میں اسی قسم کا حکم ہے۔ **وان جنحوا للسلم فاجنح لها**۔ ۱۰-۴۔ مومنوں اور مسلمانوں کے واسطے نرمی اور شفقت کا حکم ہے۔ رسول اللہؐ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بھی ایسی ہی حالت بیان کی گئی جہاں فرمایا ہے کہ **محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم** - ۲۶س - ۱۲ رکوع - چنانچہ ایک دوسرے مقام پر آنحضرتؐ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ منافق اور کفار کا سختی سے مقابلہ کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ۔ **یاایها النبی جاهد الکفار والمنفقین واغلظ علیهم** ۱۰-۱۶۔ غرض ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود خدا تعالیٰ نے بھی حفظ مراتب کا لحاظ رکھا ہے۔ مومنین اور ایمان داروں کے واسطے کیسی نرمی کا حکم ہے۔ اور کفاریوں سے بعض میں مادہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ ان کو سختی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح سے بعض بیماریوں یا زخموں میں ایک حکیم حاذق کو چیر پھاڑ اور عمل جراحی سے کام لینا پڑتا ہے۔

حضرت ابن عربیؒ

لکھتے ہیں کہ فرعون کے لئے کیوں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو نرمی کا سلوک کرنے کی ہدایت کی اس میں بھید یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آخر اسے ایمان نصیب ہو جاوے گا۔ چنانچہ **امنت** کا لفظ اسی کے منہ سے نکلا۔ بلکہ وہ تو یہاں تک لکھتے ہیں کہ قرآن شریف سے اُن کی نجات بھی ثابت ہے۔ قرآن شریف میں یہ نہیں لکھا کہ فرعون جہنم میں داخل ہوگا صرف یہی لکھا ہے کہ **یقدم قومه یوم القیامة فاوردهم النار**۔

فرمایا

خدا تعالیٰ کی ہیبت ناک اور غضب کی تجلیات کا سب سے اکمل اور اتم مظہر صاعقہ ہے۔ اس میں دونو باتیں سمندر میں میٹھے اور کڑوے پانی کی طرح خدا کے غضب اور مراحم کی پہلو بہ پہلو چلی جا رہی ہیں ایک طرف صاعقہ خدا کے غضب کا مظہر ہے تو دوسری طرف روشنی اور بارش خدا کے رحم کے مظہر بھی موجود ہیں۔ فرمایا ایک الہام بھی ہے کہ **انی انا الصاعقه**۔ فرمایا کہ بعض اوقات ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ بغیر اس کے کہ بجلی اپنا اثر کرے موت کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم نے دیکھا کہ ایک موقع پر کچھ گدھے صرف بجلی کے صدمے سے ہی مر گئے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم

سیالکوٹ

میں ایک مکان پر تھے اور پندرہ یا سولہ آدمی اور بھی ہمارے ساتھ تھے۔ دفعتہً بجلی اس مکان کے دروازے پر پڑی اور دروازے کی شاخ کو دو ٹکڑے کر دیا اور مکان میں دھواں دھار ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بڑی کثرت سے گندھک جلائی گئی ہے۔ پھر چند منٹ کے بعد ہی ایک دوسرے محلے میں ایک مندر تھا۔ اور اسکے پیچ در پیچ رستے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر آپؑ نے کھڑے ہو کر اپنے دست مبارک کی لکڑی سے زمین پر ذیل کی صورت کا ایک نقشہ کھینچا۔



اور فرمایا کہ اس قسم کے پیچ در پیچ راستوں سے ہو کر وہ بجلی اندر مندر میں گئی اور وہاں ایک سادھو بیٹھا تھا اُس پر جا کر پڑی۔ چنانچہ وہ سادھو ایک **چو** کی طرح ہو گیا ہوا تھا۔

فرمایا کہ ہمارا معاملہ تو غور کرنے والوں کے واسطے بالکل صاف اور کھلا ہے عقل مند انسان کے واسطے تو اگر اور کوئی بھی معجزہ نہ (حالانکہ یہاں تو ہزاروں زمینی اور آسمانی نشانات اور تائیدات موجود ہیں) ہو تو بھی اتنی مدت دراز تک ہمارے وجود کا (ایسے زبردست دعاوی اور ایسے خطرناک حالات کے باوجود) ابقا ہی کافی ہے غور کا مقام ہے کہ ابھی تیرھویں صدی میں سے کچھ سال باقی تھے جب سے ہمارا دعوے ہے اور اب چودھویں صدی کے بھی ۲۶ برس گذر چکے ہیں۔ اندرونی بیرونی دشمنوں کی مخالفتیں اور جوشیلی تدابیر کے ساتھ ساتھ خود ہمارے اپنے وجود کی بعض خطرناک بیماریوں کے ہوتے ہوئے پھر بھی خدا نے ہمیں معجزانہ زندگی عطا کی ہے۔ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ

آنحضرتؐ

کے واسطے تو ایک آدھ گھڑی کا افترا بھی خطرناک اور رگ جان کے کٹ جانے کا باعث تھا مگر ہمیں خدا نے باوجودیکہ ہم ان کے زعم میں مفتری ہیں برابر **تیس ۳۰** تک مہلت دی اور پھر یہی نہیں بلکہ ہزارہا قسم کے زمینی آسمانی نشانوں سے ہمارے صدق دعوے کی تائید کی۔ اور سارے معاملے ہمارے ساتھ صادقوں والے کئے۔ ایک بھی ایسی بات نہ کی جو کاذبوں والی ہو۔ پھر با ایں خدا جانے ان کی عقلوں پر کیسی جہالت کے پردے پڑ گئے ہیں۔ اور یہ کیوں نہیں سمجھتے۔

تازہ وحی

میاں منظور محمد کے گھر کی نسبت جو سل کی بیماری سے بیمار ہیں اور ہمارے ہی گھر میں رہتے ہیں۔

(۱)

حٰم۔ تلک آیات الکتاب المبین

لفظ حٰم میں بیمار کا نام بطور اختصار ہے۔ اس میں۔ کئی نشان ہیں جو خدا کی کتاب میں مقرر ہیں۔

(۲)

بیمار بہت ہی چیخیں مارتی ہے

(۳)

ماتم کدہ

(۴)

انی احافظ کل من فی الدار

من هذه المرض الذی هو ساری

یعنے **من هذه الافت** (اور مرض اسکا بیان ہے) ترجمہ۔ میں تمام گھر والوں کو اس بیماری سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ اور پھر بیمار کے لئے بعض دوائیں دکھائی گئیں اور پھر الہام ہوا۔

(۵)

کہ امید سے بڑھکر فایدہ ہوا

پھر الہام ہوا۔

(۶)

دوبارہ زندگی

(۷)

منسوخ شدہ زندگی

(۸) **انی برائ من ذالک** - یہ کسی کا مقولہ ہے پھر الہام ہوا۔ (۹) **کتب الله علی نفسه الرحمة**

(۱۰) **حق علینا نصر المؤمنین**۔

اور پھر الہام ہوا (۱۱) **امثال الرحمة فی اول الذکر واخر الذکر** - یعنے دو شخص کی نسبت جو بیمار تھے دعا کی گئی۔ ان کی نسبت رحمت کا نمونہ ہے۔

اور پھر الہام ہوا (۱۲)

رحمت اور فضل کا کام۔ شکر کا کام

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و آلہ الطیبین الطاہرین ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ۔ سو اس خط کی عبارت کے چند ٹکڑے بشکل سوال لکھکر ان کے جواب عرض ہیں ۔ وما توفیقی الا باللہ ۔

سوال اول ۔ چند روز سے ہندوؤں کے طرز عمل کو دیکھکر حیران ہیں کہ انھوں نے اس ملک کے مسلمانوں کو بالکل برباد کر دیا اور مسلمان ان سے محض سود پر روپیہ نہیں لیتے بلکہ اضطراری طور پر دیتے ان کو واسطے ادائے معاملہ یا کسی دیگر ضروریات لازمہ کے روپیہ کی ضرورت ہوتی ہے ۔

جواب ۔ اس مسئلہ کے متعلق ایک مفصل مضمون مولوی محمد علی صاحب نے ریویو آف ریلجنز میں لکھا ہے اور اس پر سیر کُن بحث کی ہے اب کچھ حاجت نہیں تھی کہ اس کے متعلق کچھ لکھا جاتا اور اُس مضمون سے بڑھکر نہیں لکھ بھی کیا سکتا ہوں آپ دوبارہ اُس مضمون پر غور کریں ۔ مگر حسب الحکم مولوی صاحب مختصراً عرض ہے ۔ ہندوؤں نے کسی کو برباد نہیں کیا بلکہ خود مسلمانوں نے اسراف اور رفضہ ایمان اور خلاف ورزی احکام الٰہی کر کر اپنے آپ کو برباد کیا ہے ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یمحق اللہ الربوا ۔ اللہ تعالیٰ ناقص ۔ باطل ۔ محو ۔ ضایع ۔ ہلاک ۔ کر دیتا ہے سود کو ۔ اس کے معنے صرف یہی نہیں کہ سود لینے والے پر ہی یہ وبال پڑتا ہے بلکہ سود کا جہاں جہاں جتنا جتنا جیسا جیسا تعلق ہوا اتنا ہی نقصان بطلان ہلاکت وغیرہ واقع ہوتا ہے چنانچہ صحیح مسلم میں حدیث ہے لعن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ و قال ہم سواء سود خور ۔ سود کھلانے والے کاتب شاہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور فرمایا سب برابر ہیں کوئی اس لعنت سے مستثنا نہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے سود پر دو سزائیں رکھی ہیں یمحق اللہ الربوا اور فاذنوا بحرب من اللہ یمحق کے پانچ معنے ہیں جو لکھے گئے ۔ اب آپ غور فرماویں بینک والے نوٹ دے کر مفت روپیہ حاصل کرتے ہیں جو بلا سود ہوتا ہے ۔ اور جو روپیہ لوگ اُن کے پاس امانت جمع کراتے ہیں وہ بھی للعہ فی صدی سالانہ پر لیتے ہیں اور جو سود اُن کو حاصل ہوتا ہے وہ عمر ۴ بلحاظ کمی بیشی نرخ ہنڈوی[۴] کے حاصل ہوتا ہے بلکہ بعض وقت اس سے بھی زیادہ سود حاصل ہو جاتا ہے مگر آپ دیکھتے ہیں کہ آئے دن بینکوں کے دوالے نکلتے ہیں اور لاکھوں روپیہ کے نکلتے ہیں ۔ یہ تو دور کی بات ہے ۔ آپ اپنے قریب ترین شہروں سے پشاور کو ہی دیکھو وہاں کئی مسلمان سوداگر تھے جن کے پاس بیس پچیس لاکھ روپیہ سے زیادہ روپیہ تھا ۔ وہ سودی روپیہ لیکر بھی تجارت پر لگایا کرتے تھے اور اپنا روپیہ بھی بعض وقت سود پر جمع کراتے ۔ آج وہ خود تو مر گئے مگر اُن کی اولاد کا کیا حال ہے جو آپ کو زیادہ علم ہوگا ۔ ہم نے ایسے سوداگر بہت دیکھے ہیں جن کا نظارہ تاں خوفناک نظارہ میری آنکھوں کے سامنے اس وقت بھی پھر رہا ہے ۔ غرض بعض مسلمان خود اپنے ہاتھ سے برباد و ہلاک ہوتے ہیں اور کیوں نہ ہوں کہ ان کو اللہ جلشانہ نے اعلان جنگ دیدیا پھر باوجود اعلان جنگ کے بھی یہ باز نہ آئے بلکہ الٰہی جنگ کو منظور کر لیا ۔ اُس جنگ کا نتیجہ اگر بربادی نہ ہو تو اور کیا ہو ۔ مسلمان معاملہ سرکاری کے لئے ہی روپیہ نہیں لیتے بلکہ یا تو اپنی فضولیوں میں روپیہ خرچ کر کر فصل پر روپیہ لے لیتے ہیں پھر فصل ساہوکار لے جاتا ہے تو روپیہ معاملہ کے لئے لینا پڑتا ہے یا ماتم ۔ شادی ۔ ختنہ ۔ بسم اللہ ۔ ولادت پر خرچ کر دیتے ہیں ۔ حالانکہ ماتم میں سوائے کفن دفن کے کوئی خرچ وغیرہ رسوم اسلام میں نہیں بلکہ اگر زاید کپڑا نہ ہو تو وہی لباس کفن کے لئے کافی ہے ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ایسی حالت تھی کہ بعض دفعہ کفن کافی نہ ہوتا تو میت کے پاؤں گھاس سے ڈھانک کر کپڑے سے باقی بدن ڈھانک دیتے ۔ ایک دفعہ کسی صحابی نے مسئلہ پوچھا ایک کپڑے میں نماز جائز ہے تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں ؟ ایسی حالت میں بھی نہ سود سے قرض لیکر دوسرا کپڑا بناتے نہ زیادہ کفن خریدا کرتے ایک دفعہ مولانا المکرم مولوی نورالدین صاحب اپنی مسجد میں حدیث پڑھا رہے تھے اور سود کا باب تھا اتفاقاً بھیرہ کا ایک بڑا نامی سود خور ہندو وہاں سے گذرا وہ بیاج کا لفظ سُنکر مسائل سُننے کے لئے مسجد میں چلا آیا جب تشدد منع سود کا اُس نے بہت سُنا تو متعجب ہو کر کہا ۔ مولوی صاحب اگر کسی کا اچانک ماتم ہو جاوے اور اُس کے پاس کچھ نہ ہو اور بلا سود قرضہ بھی نہ مل سکے تو کیا کرے مولوی صاحب نے کہا ماتم کا خرچ ہی اسلام نے کوئی نہیں رکھا کفن کے لئے میت کے کپڑے کافی ہیں دفن کے لئے چند دوست بلکر قبر کھود لیں ۔ پھر کہا اگر شادی ہو تو مولوی صاحب نے کہا شادی تو اسلام میں صرف اتنی ہے کہ لڑکی کا والد کہے میں نے لڑکی دی لڑکا یا اُس کا باپ قبول کرے ۔ مہر اگر ہے تو دیدے ورنہ لوہے کی انگشتری بھی مہر ہو سکتی ہے ۔ پھر اسی طرح ولادت ختنہ وغیرہ رسوم کا ذکر کرتے کرتے آخر پھر اُس نے کہا اگر کاشتکار ہو بیل مر جاوے تو جواب دیا کسی ایک بیل والے کے ساتھ شریک ہو جاوے یا مزدوری کرے ۔ پھر حیران ہو کر اُس نے کہا مولوی صاحب آپ اس شہر کے معزز اور رئیس آدمی ہیں اگر آپ کو ضرورت پیش آوے اور آپ کے پاس روپیہ موجود نہ ہو رات کے کھانے کے لئے بھی نہ ہو تو آپ کیا کریں مولوی صاحب نے جواب دیا میں جوان اور خوب مضبوط آدمی ہوں کلہاڑی اور رسی لے کر لکڑیوں کا اتنا بوجھ اُٹھا لاؤں جس سے سارے عیال کا گذارہ بخوبی ہو سکے تو اُس نے کہا مولوی صاحب میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر دس ہزار روپیہ تک آپ کو ضرورت ہو تو میں آپ کو بلا سود دیا کروں گا ۔ غرض اول تو خود رسوم کی پابندی کے لئے روپیہ لیا جاتا ہے دوسرا تقویٰ اللہ نہ کرنے سے یہ مصیبتیں پیش آتی ہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا متقی کو اللہ جلشانہ ہر ایک مصیبت سے نکالتا ہے اور مصائب فسق فجور کے سبب آتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا نبلوھم بما کانوا یفسقون ۔ ان کو ہم نے ابتلا میں ڈالا انکی فسق کے سبب ۔ پھر فرمایا ما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم و یعفوا عن کثیر ۲۵ ہر ایک مصیبت تمہارے اپنے ہی ہاتھوں کا کرتب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو اکثر معاف بھی کر دیا کرتا ہے ۔ تیسرا حضرت امام ایک روز فرماتے تھے سود خوروں نے تو سود لے کر لعنت حاصل کی ۔ مگر مسلمانوں نے سود دیکر لعنت خرید کی اس لئے یہ خسر الدنیا والآخرۃ ہوئے ۔

چوتھا ایک روز سود کے ذکر پر یہ بھی حضرت امام نے فرمایا کہ سود کو اللہ تعالیٰ نے لحم الخنزیر وغیرہ سے بھی بدتر قرار دیا ہے کہ وہاں وقت ضرورت اجازت موجود ہے اور یہاں ضرورت کی شرط بھی نہیں لگائی ۔

پانچواں لحم الخنزیر وغیرہ میں عند الضرورت لا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم فرمایا یعنے ضرورت چونکہ اس کو تنگ ہے اس لئے حفاظت الٰہی و رحم اس کو اجازت دیتا ہے مگر سود کے متعلق ضرورت و بلا ضرورت ہر حال میں اشتہار جنگ و ہلاکت کا وعید ساتھ رکھا ہے ۔

چھٹا قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب اور علام الغیوب کی کتاب ہے ۔ جو اس زمانہ کے حالات اور ضرورتوں کا خوب واقف ہے مگر اس نے کوئی ضرورت کے لئے راہ نہیں رکھی بلکہ اس سے بچنے کے لئے بہت تشدد سے روکا ۔

سوال دوم ۔ کیونکہ مسلمانوں میں قرض حسنہ کا قاعدہ جاتا رہا ہے پس اُنکو کسی مسلمان سے قرضہ نہیں مل سکتا

[۴] فی صدی ماہوار

اور نہ بلا ادائے سود ہنود سے روپیہ مل سکتا ہے اور ضروریات لازمہ اضطراری طور پر ان کو سودی روپیہ لینے پر مجبور کرتے ہیں۔

جواب ۔ ضروریات لازمہ و اضطرار کا جواب تو آچکا۔ ہاں یہ بات سچ ہے کہ فی الواقع بعض مسلمانوں کو قرض حسنہ مسلمانوں سے نہیں مل سکتا نہ ہنود سے بلا ادائے سود۔ مگر اس کی وجہ بھی مسلمانوں کے احکام الٰہی کی خلاف ورزی وعدہ شکنی بدمعاملگی وغیرہ ہی ہے کیا صحابہ کفار سے سودی روپیہ لیا کرتے تھے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زرہ گرو رکھکر سودی قرضہ لیا کرتے تھے۔ نہیں صرف قرضہ کسی سے کفار سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مجھے خود اس معاملہ میں بہت تجربہ ہے۔ میرا بہت سا روپیہ اور مولانا الکرم مولوی صاحب کا بھی بہت سا روپیہ مسلمانوں کی طرف رہ گیا۔ بعض تجاریز کرتے رہے وثیقہ پر وثیقہ لکھکر دیتے رہے اسی حال میں مر گئے۔ بعض نے نالش کرنے پر زائد المیعاد کا عذر عدالت میں پیش کیا آپ ہی غور فرماویں جو شخص ایک دفعہ ایسے مسلمان کو قرضہ دیگا پھر وہ دوبارہ بھی دیگا ہرگز نہیں بلکہ دوسرے لوگ اس بدمعاملگی کو سنیں یا دیکھینگے وہ بھی ایسے مسلمانوں کو قرضہ نہیں دینگے۔ ہنود سے بھی بلا سود روپیہ مل سکتا ہے میں نے بارہا ہنود سے تھوڑا روپیہ بھی اور صدہا بھی ایک دفعہ ہزارہا بھی لیا ہے۔ پھر قادیان کے ہندو مجھے جانتے ہیں کہ یہ باہر سے آیا ہوا ہے مگر ان کا بعض وقت میری طرف قرض ہو جاتا ہے اور بلا سود ہوتا ہے اور زیادہ تعجب یہ ہے کہ مجھ سے مانگتے بھی نہیں بلکہ اور بھی بہیلی جیسے بھائی احمدی مہاجر موجود ہیں جو امرتسر سے سود دلاتے ہیں اور جو روپیہ ہندو کا رہ جاوے اس کا سود نہیں لیتے۔ غرض مسلمانوں پر وہی مثل درست آتی ہے۔ از ماست کہ بر ماست ہنود کا روپیہ سودی دیتے ہیں کوئی قصور نہیں۔

خرچ شادی ماتم ولادت وغیرہ یہ ضروریات لازمہ نہیں بلکہ یہ تو بجائے خود اسراف و تبذیر ہیں جسکو اللہ تعالیٰ نے ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین ۱۵ فرمایا ہے کیونکہ ان کی جڑ کبر ہے جیسے شیطان کو کبر نے ہلاک کیا یہ اخوان الشیاطین بھی اپنے فخر اور بڑائی کے لئے خرچ کر کر ہلاک ہوتے ہیں۔

سوال سوم ۔ پس اس صورت میں میری رائے میں سود لینے والے مسلمان قابل مواخذہ نہیں۔

جواب ۔ عجب رائے ہے اللہ تعالیٰ تو ان کو سزا دے رہا ہے اور آپ مانتے بھی ہیں کہ وہ سزایاب ہو رہے ہیں آپ کی رائے تو جب قابل پذیرائی تھی کہ ان کی سزا کو اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے سپرد کرتا اور وہ رائے لیتا اگر اہل الرائے رائے دیتے تو سزا ملتی ورنہ وہ بچ جاتا مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ معذور نہیں تھے اسی واسطے ان کو سزا برابر دے رہا ہے وہ سزا نہ کسی کی رائے دینے سے ٹلتی ہے نہ کسی مولوی کے فتوے دینے سے موقوف ہوتی ہے دارو غہ جیل مجسٹریٹوں کا ماتحت ہوتا ہے جب اس کو کسی کی قید کا حکم ہوتا ہے قید کرتا ہے۔ تشدد یا نرمی کا حکم ہوتا ہے تو اسپر عمل کرتا ہے مگر یہاں تو معاملہ ہی اور ہے اللہ تعالیٰ کے ملایک سزا دینے والے صرف اللہ تعالیٰ کا ہی حکم بجا لاتے ہیں۔ لا یعصون اللہ ما امرھم و یفعلون ما یؤمرون ۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی بے فرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم ہوتا ہے کرتے ہیں۔ آپ فرض کریں آپ کی رائے کے ساتھ اور بہت عجیب عجیب رائیں جمع ہو جاویں اور بہت سے مولوی اضطراری حالت سمجھ کر مسلمانوں کو معذور بھی سمجھ لیں مگر کیا اللہ تعالیٰ کے ملایک جو جیل والے ہیں وہ بھی اس کثرت رائے کے سبب اپنا کام چھوڑ دینگے ہرگز نہیں اس کا اصلی تدبیر تو یہی ہے کہ صاحب بہادر مجسٹریٹ اکبر (اللہ جل شانہ) سے درخواست کی جاوے تاکہ وہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا دے اور یہ سوائے توبہ و استغفار و تقویٰ کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔

سوال چہارم ۔ پس یہ تو یقینی امر ہے کہ اگر وہ ہندوؤں سے برائے ادائے معاملہ روپیہ نہ لیں تو عاملان معاملہ سے ان کو سخت تکلیف پہنچ سکتی ہے۔

جواب ۔ یہ تو سچ مگر اس کا علاج آپ نے بھی تو کوئی بیان نہ فرمایا کہ کیونکر وہ اس تکلیف سے بچ سکتے ہیں۔ ان کا علاج صرف یہی ہے کہ نخوت و تکبر جو جڑھ ہیں تمام اسراف فضولیوں کے چھوڑیں اور یہ نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی روحانی طاقت کے نیچے نہ آ جاویں جس کو اللہ تعالیٰ نے اصلاح خلق اللہ کے لئے مبعوث فرمایا ہے۔ پس سوائے اس کے کوئی تدبیر نہیں صحابہ بھی جاہلیت کے زمانہ میں ہر قسم کا سود کا کام لیا دیا کرتے تھے اور عام رواج بھی تھا مگر قوت قدسی حضرت خیر الورٰی اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر سے کیسے متاثر ہوئے کہ اگر کفن نہیں پوشاک یا کوا قمیص کفن پر گذارہ کیا۔ اگر ایک ہی کپڑا ہے تو اسی پر گذارہ کر لیا اگر گھر میں دوسرا کپڑا نہیں تو گھر میں آدھا کپڑا ہی دیکر چادر کو سب نے کے ساتھ مشترک کر لیا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ۔

سوال پنجم ۔ اگر یہ لوگ اندریں صورت قابل مواخذہ نہ ہوں تو ایک گونہ عذر ہو سکتا ہے۔

جواب ۔ اچھا مان لو معذور ہیں۔ پھر کیا فایدہ کیا ملائکۃ اللہ معذور بھی مان جائینگے۔ بات تو تب بنے کہ وہ بھی مانیں۔

سوال ششم ۔ علاوہ ازیں ہندو لوگ نہ صرف برائے ضروریات خود روپیہ سود پر دیتے ہیں بلکہ کچھ مدت سے ایک گونہ لڑائی سے مسلمانوں کی جایدادیں لے رہے ہیں۔

جواب ۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے جو مسلمانوں نے ایک عظیم الشان حکم کی بے فرمانی سے خود خرید اپنے اللہ تعالیٰ نے جہاں حکم وراثت کا فرمایا وہاں یہ بھی فرمایا ومن یعص اللہ و رسولہ و یتعد حدودہ یدخلہ نارا خالدا فیہا و لہ عذاب مہین ۔ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا اور اس کی حدود کو توڑتا ہے وہ دنیا میں بھی جلتا بھنتا کباب ہوتا رہیگا اور آخرت میں بھی اور اسی طرح دونوں جہان میں ذلیل بھی ہوگا۔ مسلمانوں نے جب اس قدر ظلم کیا کہ عورتوں کی وراثت شرط بندوبست میں بھی موقوف کرا دی تو اللہ تعالیٰ نے وہ جایداد غیروں کو دیدی۔ جس کو اللہ تعالیٰ دینا چاہتا تھا ان کے ہاتھ سے انہوں نے چھینی اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ سے چھین لی۔

اب تو ان تمام مصائب کا علاج سوائے اس کے اور کوئی نہیں کہ امام وقت کو پہچانیں اور اس کی تعلیمات پر عمل کریں تاکہ ملایکۃ اللہ کو حکم ہو کہ ان کے حق میں وہ خوبیاں کریں اور جنگ کرنا چھوڑ دیں۔

سوال ہفتم ۔ پس کیا کوئی مسلمان مالدار اس بات کا مجاز نہیں ہو سکتا کہ سود خور ہندوؤں سے بطور بدلہ و انتقام سود لیا کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم ۔

جواب ۔ یہ سوال آپ کا بطور خاتمہ و نتیجہ کل شکایات کے ہے۔ اب آپ ہی فرماویں کہ شکایات تو یہ تھیں کہ مسلمانوں کی جایدادیں ہندو لے گئے اگر ایک مسلمان سود لیگا تو کیا وہ جایداد واپس ہو جائیگی۔ دوم اگر وہ بذریعہ انتقامی سود کے جایداد واپس لے بھی لیگا تو کیا جن کی جایداد چھینی گئی تھی ان کو واپس دیگا۔ ہرگز نہیں۔ پس نتیجہ اس قدر شکایات کا برباد شدہ مسلمانوں کے حق میں کیا فایدہ مند ہوا۔ تیسرا اور نہایت ضروری قابل غور یہ ہے کہ یہ مسلمان بھی ہر دو وعید الٰہی ہلاکت و جنگ الٰہی کے نیچے آنے سے کیونکر بچیگا۔ شکایات کی غرض تو یہ تھی کہ آیندہ مسلمان ہلاکت سود سے بچیں مگر اس تدبیر سے ایک اور مسلمان کو بھی ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ ہو سکتا ہندوؤں سے تو انتقام لے سکے یا نہ لے سکے مگر اللہ تعالیٰ اس سے ضرور انتقام لیگا۔ پانچواں یہ مسلمان مالدار اگر ایسا ہمدرد قوم ہو تو قرض حسنہ ہی کیوں نہیں دیتا جس سے بجائے ہلاکت ثواب بھی حاصل ہو۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و الہ الطیبین الطاہرین۔

مکرم معظم وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ نے لکھا ہے کہ ایک شخص چند سوال کرتا ہے ان کے جواب الحکم میں شایع کرادیں۔

سوال اول۔ مولانا جامی مولانا رومی شیخ محی الدین بن عربی سب کے سب ہمہ اوست کے قایل تھے۔ امام الزمان ان کے حق میں کیا فرماتے ہیں۔

جواب۔ فرعون نے بھی بعینہ یہی سوال کیا تھا۔ قال فما بال القرون الاولی۔ موسی علیہ السلام نے جواب دیا قال علمھا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسی۔ اب بھی مخالف لوگ اسی قسم کے سوال کرتے ہیں ان کا بھی یہی جواب ہے کہ اللہ کو علم ہے۔ دوسرا۔ اسبات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ ہمہ اوست کے قائل تھے یہ تو دعوے ہی بلا دلیل ہیں۔ سوال تو یہ ہونا چاہیے تھا کہ حضرت امام مذہب ہمہ اوست کو سچ مانتے ہیں۔ جواب سخت ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ ایک خط متعلقہ وحدت وجود مدت سے حضرت کی طرف سے شائع ہو چکا ہے آپ کے پاس ضرور ہوگا آپ اس کو دکھادیں۔ تیسرا حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مامور تھے اور آپ کے قرب الٰہی کا یہ اندازہ ہے کہ حضور کے فعل کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل قرار دیا ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی اور حضور کے ہاتھ مبارک کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ حضور کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا ہے اطیعوا اللہ والرسول باوجود اس قرب و عظمت کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولا یعصینک فی معروف۔ اچھی بات میں اُن کی بے فرمانی نہ کریں۔ اس میں سِرّ کیا ہے یہی ہے کہ لوگوں کو سبق دیا گیا کہ جب ایسے عظیم الشان بے نظیر انسان کی اطاعت کی نسبت یہ حکم ہے تو اور کون ہے جس کے اندھا دھند ہر ایک امر میں تقلید کی جاوے۔ لہذا اگر ثابت بھی ہو جاوے کہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے۔ تو ہم کو اس سے کوئی غرض نہیں۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ قرآن کریم میں حدیث صحیح میں اس کا کوئی ثبوت ہے سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ قبل اسکے ایک شخص نے چند سوال بحوالہ آیات و احادیث اسی مسئلہ کے متعلق مجھے لکھے تھے۔ میں نے ان کا جواب شایع کر دیا ہے دیکھو الحکم ۷ فروری ۶ء صفحہ ۷۔

دوسرا سوال۔ حضرت امام نے خواجہ غلام فرید صاحب کی تعریف کی ہے حالانکہ وہ ہمہ اوست کے قایل تھے اور حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں۔

جواب۔ جب سایل خود مانتا ہے کہ حضرت امام ہمہ اوست کے قایل نہیں تو پھر یہ سوال ہی عبث ہوا۔ کیا اسی تعریف میں حضرت امام نے کہیں یہ بھی لکھا تھا کہ مشرب ہمہ اوست صحیح ہے کسی میں جو خوبی ہو اس کی تعریف کرنا منع نہیں۔

تیسرا سوال۔ ہزارہا اولیاء اللہ ہمہ اوست کے قایل گذرے کیا یہ سب طریق مستقیم پر نہ تھے۔

جواب۔ اول تو ہزارہا کا لفظ مُنہ سے کہنا آسان ہے اگر ثبوت طلب کیا جاوے نو سو کا ثبوت بھی نہ دے سکیں۔ دوسرا پھر یہ وہی فرعون والا سوال اور موسیٰ والا جواب ہے۔ تیسرا اگر ثبوت فرض بھی کر لیا جاوے کیا فایدہ۔ ثبوت تو چاہیئے قرآن مجید اور حدیث صحیح سے۔ سو اس کا جواب نفی میں ہے۔ چوتھا۔ آدمی کہہ سکتا ہے کہ لاکھوں بلکہ کروڑوں ہمہ اوست کے منکر بھی ہیں اور بڑے بڑے مشہور آئمہ دین بھی منکر ہی ہیں ذرا مجدد الف ثانی صاحب اور اُن کے اتباع کی تعداد پر ہی غور کرو۔

چوتھا سوال۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ اصحاب کہف ۳۰۹ سال غار میں سوئے رہے۔ پھر اس قدر دراز عرصہ میں نہ کھایا نہ پیا۔ پس اگر مسیح آسمان پر بغیر خورد و نوش زندہ ہوں تو کیا عجب۔

جواب۔ سورہ کہف میں صاف لکھا ہے کہ جو لوگ ۳۰۹ سال کے قایل ہیں وہ غلطی پر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ اعلم بما لبثوا لہ غیب السموات والارض۔ اللہ تعالیٰ ہی اُن کے ٹھہرنے کا زمانہ خوب جانتا ہے۔ یہ تو غیب کی بات ہے کسی کو کیا خبر اللہ تعالیٰ کے لئے سارے غیب آسمانوں اور زمین کے مخصوص ہیں یہ لوگ خود ہی غلط معنے کر کر خود ہی اس پر اعتراض گھڑ لیتے ہیں بنائے فاسد علی الفاسد کے طور پر۔ دوسرا وفات مسیح کا تو قرآن مجید میں بہت سی آیات میں ثبوت موجود ہے پھر احادیث میں پھر صحابہ کا اسپر اتفاق۔ ایسے مسئلہ کے مقابلہ میں ایک ڈھکوسلا کیا قابل پذیرائی ہو سکتا ہے۔ والسلام وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

(فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی ونسلم علی رسولہ الکریم و الہ الطیبین الطاہرین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ کا خط مولانا المکرم مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ بیعت کو جی چاہتا ہے مگر مجھے دو شک ہیں۔ اول حکم کفر تمام مسلمانوں پر۔ دوم صفت سلطنت انگریز اور بادشاہان اسلام کو بُرا کہتے ہیں۔۔۔ حضرت صاحب سے میرے لئے دعا بطور معجزہ کراو کہ اللہ تعالیٰ مجھے محتاجی سے بچاوے۔۔۔ اور کوئی صورت معاش وطن میں ہی کر دے۔۔۔

رجل تزوج مع امرأۃ و دخل بہا۔ بعد زنیٰ مع امہا ہل یحرم علیہ زوجتہ ام لا۔ یعنے مذہب شافعی میں حرام نہیں ہوتا اگر حنفی آدمی اس مسئلہ میں شافعی مذہب پر عمل کرے تو جائز ہے۔ یا نہیں۔

جواب

حکم کفر حضرت جی نے کسی مسلمان پر نہیں دیا بلکہ خود ان لوگوں نے حضرت امام پر فتویٰ کفر کا دیکر اپنے آپ کو کافر بنایا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے جو کسی کو کافر کہے اگر وہ کافر نہ ہو تو وہ کفر کہنے والے پر پڑتا ہے۔ اور یہ ان لوگوں کو مسلم ہے۔ دوسرا سلطنت انگریزی کی تعریف۔ اس میں کوئی اعتراض کی بات نہیں سچی بات کا اقرار کرنے میں کیا ہرج ہے۔ یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ہے کیا آپ کو سکھوں کا زمانہ بھول گیا ہے جس میں اذان پر ہزاروں جانیں۔ تلف کی جانیں۔ مگر اس سلطنت کا مل دیکھو کہ مذہب کو ہرگز کوئی تعلق سلطنت کے ساتھ نہیں جس قدر تردید مذہب عیسائی کی کی جاوے کوئی اعتراض سلطنت کی طرف سے نہیں ہوتا۔ علاوہ اس کے نقطہ امن کس قدر ہے سکھوں کے زمانہ میں گھروں سے آکر لوگ مال لوٹ لے جاتے تھے مگر آجکل جنگلوں میں سونا ہاتھ میں اچھالتے جاؤ کوئی پوچھتا نہیں۔ اسی گورنمنٹ کے احسانات ڈاک۔ مطبع۔ تار۔ ریل۔ انہار۔ امن وغیرہ احسانات اس قدر ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے بڑی کتاب چاہیئے یہ خط اس کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بھی جہاں عیسائیوں کی تعریف فرمائی فرمایا ہے۔ ولتجدن اقربہم مودۃ للذین امنوا الذین قالوا انا نصاریٰ۔ غرض سلطنت انگریزی کی تعریف ہل جزاء الاحسان الا الاحسان کے مطابق ضروری اور ان کی ناشکری من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ کے مطابق موجب گناہ ہے۔

طلب معجزہ ایک مومن کے لئے جایز نہیں طالب معجزہ کو ایمان کی توفیق نہیں ملتی جیسے فرعون نے بھی معجزہ دیکھا

اور ساحروں نے بھی مگر فرعون طالب معجزہ تھا ایمان سے محروم رہا اور ساحر طالب معجزہ نہ تھے مومن ہو گئے۔ قرآن مجید میں طالبان معجزہ کو کسی جگہ سزا ملی فاخذتکم الصاعقۃ۔ اور کسی جگہ جواب ملا۔ انہا اذا جاءت لا یومنون۔ بلکہ ولو اننا نزلنا الیھم الملائکۃ و کلمھم الموتی وحشرنا علیھم کل شیء قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ میں فرمایا کہ انکو ہرگز ایمان نصیب نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے بعد ترقی عطا فرماتا ہے جس سے ایمان عرفان بن جاتا ہے مگر ایمان کے ساتھ غیبوبت کا ہونا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یؤمنون بالغیب۔ اللہ تعالیٰ کو کسی کے ایمان لانے نہ لانے کی کوئی پروا نہیں۔ پہلے معجزہ مانگنا پھر ایمان لانا یہ تو گویا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا احسان جتلانا ہے حالانکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا چاہیے کہ اس نے توفیق ایمان عطا فرمائی بل اللہ یمن علیکم ان ہداکم للایمان۔

۴۔ حرمت مصاہرہ کا مسئلہ جیسا کہ آپ مانتے ہیں کہ حنفی مذہب میں زوجہ اُس کی ماں کے زنا کے سبب حرام ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے دخول کو شرط حرمت قرار دیا ہے جیسے فرمایا من نسائکم اللتی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم ہر ایک مسئلہ میں اگر انسان اپنا فائدہ دیکھ لے اور جس مذہب میں اس مسئلہ میں فائدہ ہو اسی پر عمل کر لیا کرے تو مذہب کو گویا ایک کھیل بنانا ہے۔ دوسرا مشتبہات سے بچنا بھی ضروری ہے بلکہ مشتبہات سے بچنے کے لئے اس قدر تاکید ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ومن رعی حول الحمی یوشک ان یقع فیہ رکھ سرکاری کے قریب چرنے والا رکھ کے اندر داخل ہو سکتا ہے۔ یہی گناہ ہے پس میرے نزدیک اسی مسئلہ میں احوط راہ یہی ہے کہ اُس بی بی سے علیحدہ ہو جاوے۔

۵۔ سب و شتم اور اسلام کو برا کہنا اس کا آپ نے کوئی حوالہ نہیں دیا۔ اصل بات یہ ہے کہ ایک تو ہوتا ہے بُرا کہنا اور ایک ہے بیان واقعہ۔ ان دونوں میں فرق ہوتا ہے۔ ایک ملزم کو عدالت کے کمرہ میں کس قدر بار بار چور چور کہا جاتا ہے کیا کہنے والے پر کوئی الزام عاید ہوتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بتوں کو حصب جہنم فرمایا۔ کیا یہ گالی ہے ہرگز نہیں۔ اسی طرح اگر حضرت امام نے شاہ کابل کے متعلق لکھا کہ اُس نے سید عبد اللطیف صاحب شہید کو ناحق صرف اتنے اختلاف میں ہی کہ وہ قائل جہاد نہ تھا سنگسار کیا تو یہ بیان واقعہ ہے بدگوئی میں داخل نہیں اگر اس کے حق میں بُرا بھی لکھتے تو موجب قرآن مجید جائز۔ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم چونکہ ہمارے شہید مرحوم کے قتل کے سبب ناحق سخت ظلم کیا گیا اس لئے ہم کو بُرا کہنا بھی جائز تھا مگر بُرا نہیں کہا ہاں واقعات کو بیان کیا گیا۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ (فضل دین حکیم از قادیان)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

میں نے جو تحریک چندہ تعمیر مدرسہ کے لئے کی تھی۔ اس میں ایک تجویز یہ بھی تھی جو باجازت انجمن درج کی گئی تھی کہ اگر کوئی احباب اپنے سرمایہ کو تجارتی طور پر لگانا چاہیں تو ایسا ہو سکتا ہے کہ اپنے خرچ سے کمرے بنوا دیں اور اُن کا کرایہ انجمن سے لیتے رہیں۔ اور پھر جب انجمن کے پاس کافی روپیہ ہو تو انجمن اُن سے یہ کمرے واپس خرید کر سکے گی۔ اب بعض احباب کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ بعض دوست جو اس طرح پر کمرے بنوا دینے کے لئے تیار ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کے معمولی چندہ میں جو نصف یا تہائی آمدنی ہے شریک ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ ایک غلط فہمی ہے نصف یا تہائی آمد کا چندہ سب احباب کے لئے بھی جب تک کل احباب اس میں شامل نہ ہوں گے۔ تجویز پر کامیابی سے عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ جو احباب کرایہ کے لئے کمرے بنوا دیں اُن کی طرف سے بھی ایک قسم کی مدد اس وقت انجمن کو پہنچتی ہے مگر یہ مدد اس چندہ میں شامل نہیں ہو سکتی ہاں اگر کوئی دوست محض للہ کوئی کمرہ بنوا دینے کا ارادہ رکھتے ہوں یا چند دوست ملکر ایسا ارادہ رکھتے ہوں تو وہ الگ صورت ہے۔ امید ہے یہ چند سطریں اس غلط فہمی کے ازالہ کے لئے کافی ہونگی۔

ضروری نوٹ۔ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ عمارت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ روپیہ بہت جلد پہنچنا چاہیے ورنہ کام میں ہرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔

محمد علی از قادیان ۹ اپریل ۰۸

حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں

ایک عریضہ اور اُسکا جواب

شیخ محمد نصیب صاحب احمدی کلرک سکرٹری آفس صدر انجمن احمدیہ قادیان کی ایک سہ سالہ لڑکی ۹ اپریل ۱۹۰۸ء کو قبل صبح صادق فوت ہوئی۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے پہلے بھی اُن کے دو بچے وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ

اُن کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا فرماوے آمین۔

انھوں نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے واسطے عرض کیا تھا جس پر حضرت اقدس علیہ السلام نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے ذیل کا نوازش نامہ لکھا۔ جو ناظرین کے فایدہ کے لئے درج کیا جاتا ہے۔

شیخ صاحب موصوف تمام احمدی احباب کی خدمت میں بھی التجا کرتے ہیں کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ میں نے خط پڑھ لیا ہے۔ انشاء اللہ بہت دعا کرونگا کہ خدا تعالیٰ نسل عطا فرماوے۔ مگر **صبر شرط ہے**۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے تو اپنے ثواب کو کھو دیتا ہے۔ والدین کے گھر میں جانے کا مضائقہ نہیں مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس اور غمخوار نہیں ہوتا۔ چند روز کے لئے اگر چلے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زیادہ ٹھہرنا مناسب نہیں۔ اس غم میں آپ اور وہ دونو شریک ہیں پر تعجب کہ کس طرح اُن کو گوارا ہے کہ ان کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائے۔ اور ہماری شریعت کے رو سے زیادہ غم **آیندہ ملنے والے اجر سے محروم** کر دیتا ہے۔ یہ سب خدا کے بندے ہیں جس کو چاہتا ہے بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اُٹھا لیتا ہے۔ حد سے زیادہ نہیں بڑھنا چاہیئے۔ حد سے زیادہ غم **ہرگز مبارک** نہیں ہوتا۔ **خدا تعالےٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے** برخلاف ہے۔ زیادہ آپ خود سمجھتے ہیں۔ اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے تو میں دعا کروں گا۔ مجھے شک ہے کہ یہ اٹھراہ کی بیماری ہے۔ اس میں بڑی دوا جو تجربہ میں آچکی ہے یہ ہے کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں۔ انشاء اللہ یہ بیماری دور ہو جاوے گی۔ اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جاویں گی۔ والسلام

اذالعشار عطلت

کیا اب بھی اُس پاک وعدے کے پورا ہونے کا کسی کو انکار ہے جس کی آمد کا نشان خود بخود خدا نے مقرر فرمایا۔ حجاز ریلوے کی خبر ہے کہ مدینہ منورہ تک یکم مئی تک لوہے کی پٹریاں بچھ جاوینگی اور ۵ مئی کو ریلوے انجن لوکوموٹو مدینہ طیبہ میں داخل ہوگا۔ مٹی کا کام ریلوے کے لئے اب ہو رہا ہے۔ مدینہ منورہ سے فنرق تک بندرگاہ رابغ سے بنرق تک بندرگاہ رابغ سے جدہ تک جدہ سے مکہ معظمہ تک ... جدہ کی طرف مکہ معظمہ سے عرفات کی طرف ... [illegible]

فبھت الذی کفر واللّٰہ لا یھدی القوم الظلمین

ایک شخص مسمی عبد الواحد نام جموں کا رہنے والا ۱۰ اپریل ۱۹۰۶ء کو ایک عجیب بھروپ میں قادیان پہنچا۔ ایک بہت بڑے لمبے بانس پر ایک لمبے چوڑے کپڑے کا اشتہار بشکل صلیب کاٹے ہاتھ میں لئے ہوئے لڑکوں کے ایک خاصے ہجوم کے ہمراہ بازار کے چوک میں آیا۔ اور لگا بکواس کرنے۔ اور ادھر اُدھر کی ہانکنے۔ اس کی ہیئت کذائی ہی کچھ ایسی تھی کہ ٹھٹھا لڑکوں کا کھیل اور تماشا بن گیا۔ کپڑے کے اشتہار پر کتابوں کی ایک مکمل فہرست تھی جو وہ فروخت کرتا پھرتا تھا۔ ایک اشتہار جو کہ کاغذ پر چھپا ہوا تھا اور کسی قدر اُس کپڑے کے اشتہار کی نقل تھا اُس نے قادیان کے گلی کوچوں میں چسپاں کیا۔ ابتدا اس پر لکھا ہوا تھا کہ **عیسائیت اور مرزائیت کا خاتمہ**۔

دوسرے دن ۱۱ اپریل ۱۹۰۶ء کو وہ مسجد مبارک میں حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا اور یہ بھی خواہش ظاہر کی کہ میں حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ مگر حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مرزا صاحب کو کیوں ملنا چاہتے ہو۔ اور تمہاری اس میں کیا غرض۔ اور نیت ہے۔ جبکہ تم نے اس امر کا فیصلہ ہی کر لیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ تو اب ملنے سے کیا فایدہ اور کیا غرض۔ جواب میں کہنے لگا کہ **تحقیق حق کرنا چاہتا ہوں**۔

حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم نے یہ لکھ دیا ہے کہ ہم فیصلہ کر بیٹھے ہیں کہ "مرزا جھوٹا ہے" اور تم نے اشتہار بھی دیدیا ہے کہ مرزائیت کا خاتمہ ہو گیا ہے تو اب تحقیق حق کس بات کی۔ تم تو اپنے زعم میں ہمارا خاتمہ ہی کر بیٹھے ہو تو اب ملتے کیسے ہو اور حق کس سے لیتے ہو۔ اس پر ایسا مبہوت ہوا کہ چپکا رہ گیا۔ کوئی جواب بن نہ آیا۔ اور چلا گیا۔ اس شخص کے چہرے سے آثار جنون عیاں تھے۔ اور اس کے حرکات سے بھی اس امر کا پتہ لگتا تھا کیونکہ تمام دن بغیر تھکنے کے وہ برابر کھڑا اکھڑا یعنی اور بیہودہ بکواس مجنونانہ وار کرتا رہا۔ اُس کا کوئی مخاطب نہ تھا مگر وہ تھا کہ اپنی دھت میں گالیاں اور بے ادبی کے کلمات بولتا ہی چلا جاتا تھا۔ جس جرأت اور دلیری سے وہ بے باکانہ رنگ میں گالیاں اور توہین کے کلمات مُنہ سے نکالتا تھا اس طرز سے یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ ممکن ہے کہ اس کی نیت میں فساد ہو کر کوئی احمدی اُس کے اس طرح سے بے ادبی کرنے سے جوش میں آجاوے اور برانگیختہ ہو کر اُس سے دست و گریبان ہو جاوے۔

مگر یہاں اللہ کا فضل تھا کہ اُس کی طرف کسی کو التفات بھی نہ تھی۔ اور جاہل مطلق سمجھکر کسی نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ اگر کوئی اپنے معمولی کاروبار کے لئے بازار گیا اور گالی اُس کے کان میں پڑی بھی تو صبر کیا۔ کیونکہ گالی کے مقابل میں گالی دینا احمدیوں کی تعلیم میں داخل نہیں۔ فقط

گلدستہ اخبار

روسی گرجا میں چوری۔ سینٹ پیٹرسبرگ کا ایک تار مظہر ہے کہ بیرا اور پال کے گرجا میں چور گھس آئے جہاں زاروں کی قبریں ہیں اور بہت سی تاریخی یادگار کی چیزیں لے گئے جن میں سے ایک عظیم الشان کنجی قلعہ جیورگود بنک و آفو رہ لینڈ کی ہے +

کلکتہ یونیورسٹی کی ڈگری ڈاکٹر آف فلسفہ اب کے سال دو صاحبان نے پائی ایک ہندو اور ایک مسلمان۔ نام یہ ہیں (۱) مہامہو پادھیا ستیشچندر آچاریہ (۲) عبید اللہ المامون سہروردی دونوں ایم اے۔

میکسیکو کا قصبہ چلا پا جو زلزلہ سے برباد ہوا ہے اُس کی آبادی ۱۲ ہزار تھی +

اِس کا باعث بجز زلزلہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ لاہور اور میانمیر شرقی کے درمیان نارتھ ریلوے کی جانب شالامار باغ جدید عمارت کے لئے زمین کھودتے ہوئے ایک عجوبہ چیز دستیاب ہوئی سو وہ ایک دیسی عورت تھی جو نشست کی حالت میں تھی اور دہان کوٹتی ہوئی معلوم ہوا آتی تھی۔ صورت بالکل ہو بہو تھی گویا کہ ایک صحیح تصویر بنتی ہے لیکن جو نہی ہاتھ لگا معلوم ہوا کہ جسم کرشتی ہو گئی جیجد خستہ تھی۔ بعد میں افسوس ہوا کہ اس کو ہاتھ کیوں لگایا تھا۔ یہ عورت قدرتی صورت میں صحیح و سالم تھی بجز دانتوں کے سب جسم مٹی ہو گیا۔ حیران تھے کہ یہ ایسی خستہ اور کمزور حالت میں اب تک ہو بہو کیونکر محفوظ تھی سہی کے پاس عمارت کا ایک ستون بھی برآمد ہوا۔ اور معلوم ہوا کہ عورت مذکور اپنے گھر میں بیٹھی ہوئی دہان کوٹتی تھی۔ کہ شاید بھونچال کی وجہ سے مع مکان کے زمین میں گر گئی +

کان کنی کا حادثہ سنارتھ ہل (مسٹاٹر) کی کان پھٹ جانے سے دس آدمی ہلاک ہوئے۔ بہت سے مزدوروں کی جانیں جانبازوں نے نہایت دلیری سے بچائیں۔ ان بچانے والوں میں سے ایک شخص خود زخمی ہو کر مر گیا۔

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دار الامان میں باہتمام ... شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

استفسار اور ان کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم واٰلہ الطیبین الطاہرین۔

آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا۔ جو سوالات آپ پر کسی نے کئے ہیں اُن کے جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال اول ۔ مرزا صاحب نے جو دعوے کیا ہے اور اس کے متعلق جو کامیابی ہے وہ تمام عالم پر اظہر من الشمس ہے۔ اس قدر روپیہ جو قوم سے وصول ہوتا ہے اس سے کونسا اہم اور مفید کام ہوا جس پر ہم دیگر فرقہ ہائے اہل اسلام پر فخر کرسکیں۔

جواب ۔ باللہ التوفیق ۔ معترض کی مجیب آدمی ہے خود چار لاکھ کا داخل بیعت ہونا مانتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا اہم کام ہوا۔ شاید سنت اللہ سے بے خبر ہے سنت اللہ ارسال رسل میں یہ ہے کہ مامور کے وقت میں اسقدر تخم ریزی ہو جاوے کہ اس تعلیم کا دُنیا سے اُٹھ جانے کا احتمال نہ رہے۔ نہ یہ کہ ساری کی ساری قوم مامور کی زندگی میں ہی تابع ہو جاوے۔ مثلاً دیکھو حضرت نوح کے ساتھ وقت طوفان کتنے مسلمان تھے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما اٰمن معہ الا قلیل ۱۲/۴ (کچھ تھوڑے ہی ایمان لا چکے تھے) حال آنکہ ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی گئی۔ حضرت لوط کی قوم پر جب عذاب آیا تو اُس وقت بھی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ۲۷/۲ صرف ایک ہی گھر مسلمانوں کا اس گانوں میں تھا۔ حضرت مسیح کی ہجرت کے وقت صرف چند حواری ہی تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف بعض حصہ ملک عرب فتح ہوا۔ حال آنکہ حضرت افضل الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک ساری زمین کے ہادی تھے۔ مگر آج روئے زمین پر کوئی ملک بھی اسلام سے خالی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ غرض انبیاء مامورین کا کام یہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی ان کی تعلیم کا کھیت خوب مضبوط ہو جاوے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستغلظ فاستویٰ علےٰ سوقہ ۲۶/۱۴ اس کا تنہ خوب مضبوط ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا مگر یہ علامت مامور کی آخری زندگی کے وقت کی ہے۔ پس سائل چار لاکھ تو مانتا ہے اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات ابھی زندہ ہیں ان کی زندگی کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کتنی باقی ہے۔ مگر اس وقت بھی آپ کی تعلیم کا اثر یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ ایشیا وغیرہ تمام براعظموں تک پہنچ چکا ہے اور ترقی روز افزوں ہو رہی ہے۔ دوسرا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ بھان متی کا تھیلا نہیں کہ اسی وقت تھیلے سے نکال کر تماشا دکھا دیا۔

تیسرا۔ سچی تعلیم کا اثر ابتداءً بہت دھیما ہوتا ہے اور جیسے جیسے ترقی ہوتی ہے اُس کی ترقی کی چال بھی تیز ہوتی جاتی ہے مثلاً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مکی زمانہ تیرہ سال میں صرف ۷۰ یا کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے مگر بعد ہجرت صرف ایک ہی سال میں اتنے آدمی مشرف باسلام ہوئے کہ ۳۱۳ جنگ بدر میں بھی حاضر ہو سکے۔ پھر بعد اس کے عرصہ آٹھ سال میں اس قدر اسلام پھیلا کہ صرف فتح مکہ پر دس ہزار فوج آ گئی پھر انتقال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت عرب قریباً مسلمان ہو چکا تھا جو لاکھوں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے سچی تعلیم کی مثال درخت سے دی ہے جیسے فاستغلظ فاستویٰ اور کلمۃً طیبۃً کشجرۃٍ طیبۃٍ ۱۳/۱۸۔ درخت کا ابتدائی نشوونما کیسا دھیما ہوتا ہے مثلاً ایک دو پتے ابتداً نکلتے ہیں پھر تیسرا پھر تین کے ساتھ تین اور اب چھ ہو گئے پھر چھ کے ساتھ چھ اور علیٰ ہذا القیاس پھر کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا کہ آج کتنے نکلے اور کل کتنے۔ اصل اعتراض سائل کا چندہ پر معلوم ہوتا ہے۔ مگر چندہ بھی کوئی بات نہیں اور نہ اعتراض چندہ کوئی نئی بات ہے۔

چندہ کا تو یہ حال ہے کہ قرآن مجید میں شروع ہوتے ہی شرائط تقویٰ میں تیسری شرط چندہ ہی ہے ومما رزقنٰہم ینفقون۔ (ہمارے دئے سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں) بلکہ ہم اگر اس سے بھی پیچھے چلے جاویں تو ام القرآن (سورہ فاتحہ) میں سب سے مقدم اسمائے حسنیٰ سے اسم رب کو ہی رکھا ہے اور باقی قرآن مجید کے اگر حوالے دئے جاویں تو یہ خط بڑی کتاب بن جاتا ہے۔ مگر اتنا لکھ دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید میں چندہ دینے کا حکم صلوٰۃ کے حکم کے ساتھ ہر جگہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اعمال سے افضل بعد صلوٰۃ چندہ ہی بہت موکد اور ضروری حکم ہے۔

یہاں تک کہ التحیات میں وللہ الصلوات کے بعد والطیبات ہی لگایا گیا (صلوٰۃ عبادات بدنی طیبات عبادات مالی) تاکہ اگر کوئی مسلمان قرآن مجید نہیں جانتا تو نماز تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ دوسرا قرآن مجید ہر وقت نہیں پڑھا جاتا مگر نماز تو ہر مسلمان۔ بہرحال پانچ وقت پڑھتا ہے لہٰذا نماز میں اس کو یاددہانی کرائی گئی جو ہر روز تخمیناً بیس پچیس دفعہ اس کی زبان پر جاری ہوتی ہے گویا کم سے کم بیس پچیس دفعہ ہر روز اللہ تعالیٰ چندہ دینے کی تاکید فرماتا ہے۔

چندہ ..... نہ دینے والوں کا ذکر دوسرے رکوع میں ہی ابتدائے قرآن مجید میں بیان فرمایا جہاں منافقوں کی علامات بیان فرمائیں گویا چندہ نہ دینے والوں کو منافق فرمایا وما یخدعون الا انفسہم ۱/۲ چندہ دینے سے رک جانے اور ممسک بننے کا وبال خود اُنپر ہی پڑیگا۔ پھر فرمایا یقولون لا تنفقوا علےٰ من عند رسول اللہ ۲۸/۱۴ منافق کہتے ہیں صحابہ پر مت خرچ کرو۔ ایک جگہ فرمایا ویقبضون ایدیہم ۱۰/۱۵ منافق اپنے ہاتھوں کو دینے سے بند رکھتے ہیں بلکہ کراہت سے چندہ دینے والوں کو بھی منافق قرار دیا ولا ینفقون الا وہم کارہون ۱۰/۱۳ منافق خوشی سے خرچ نہیں کرتے بلکہ کراہت سے کرتے ہیں۔ معترضین چندہ کو ملعون فرمایا لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ۴/۱۰ بل اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم ولعنوا بما قالوا ۶/۱۴ (اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی بات سُن لی ہے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ محتاج ہے اور ہم مالدار۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دینے سے رکا ہوا ہے۔ ہاتھ اُنہیں کے رکے رہیں اور ایسے اقوال کے سبب ملعون ہو جاویں) اسی طرح چندہ دینے والوں کی تعریف و چندہ دینے کی ترغیب بکثرت بیان فرمائی۔ اگر معترض کو چندوں پر اعتراض ہے تو اس کو بہت جلد توبہ کرنی چاہئیے کہ یہ اعتراض تو اسلام پر بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خاص اللہ جلشانہ پر جا پڑتا ہے۔ صادق کی علامتوں سے یہ ایک بڑی بھاری علامت ہے کہ جو اعتراض اس کی تعلیم پر کیا جاوے وہ ضرور انبیا پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔

چار لاکھ سے زیادہ مہمان آئے تو اُن کے لئے کھانا و دیگر لوازم مہمانداری اور اشتہارات وکتب جو مفت جاتے ہیں بلکہ محصول ڈاک بھی خرچ ہوتا ہے چار لاکھ اور اس کے علاوہ مذبذبین مولفۃ القلوب وغیر معترضین کی طرف خطوط خرچ مدرسہ ابناء السبیل مہاجرین اصحاب الصفہ کا ہر طرح کا خرچ یہ کُل روپیہ کہاں سے آتا ہے بلکہ مدرسہ میں یتامی ومساکین کی پرورش بھی اسی چندہ سے ہوتی ہے۔ ان کو روپیہ کہاں سے آتا ہے یہی روپیہ ہے کیا یہ اہم کام اور کامیابی جو اس وقت تک اشاعت اسلام کی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات نے کر کے دکھائی ہے کوئی فرقہ اہل اسلام بلکہ غیر اہل اسلام بھی اپنے مقتدا کا اس کی زندگی میں سوائے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

سوال دوسرا ۔ دو یا چار لاکھ مسلمانوں کا مرزا صاحب کو تسلیم کرنا مرزا صاحب کو حضرت مجبر صادق

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ آں جناب کو جو کامیابی ہوئی اس کو مرزا صاحب کی کامیابی سے کیا نسبت۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

جواب وباللہ التوفیق۔ شاید سایل نے بروز کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ بروز اور اصل دونوں بعینہٖ ہر ایک کام میں یکساں ہوتے ہیں۔ یہ خیال غلط ہے۔ مساوات نہیں ہوتی اور ہرگز نہیں ہوتی۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہیں مگر امام اسی شریعت کے تابع وخادم ہیں اسی واسطے غلام احمد نام ہے ورنہ احمد نام ہوتا کیا غلام اور آقا دونوں مساوی ہوا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ دوسرا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمال وجلال تھے مکی زندگی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی تھی مگر مدنی زندگی جلالی بھی تھی اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف جمالی رنگ میں ہی مبعوث ہوئے یہاں تک کہ ابتدائے بعثت سے آج تک صدہا رسایل وکتب واشتہارات میں جہاد کی ممانعت کو دلایل قرآنی وحدیثی سے ثابت کرکے شائع کیا۔ ہاں بروز کا یہ مطلب ہے کہ جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام روئے زمین کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بھی عام ہے۔ اور جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے کیا معنے آپ کے بعد کسی نبی کو بلا واسطہ فیضان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نہیں مل سکتی۔ اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الخلفا ہیں۔ آج کے بعد قیامت تک کسی کو منصب خلافت بلا واسطہ فیضان حضرت امام کے عطا نہیں ہوگا۔

دوسرا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات کی کامیابی خواہ کتنی ہی ہو حضرت امام کی اپنی کامیابی نہیں۔ بلکہ وہ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے بلکہ جس قدر کامیابیاں آج تک اسلام کے مجددین کی معرفت اسلام میں ہوئی ہیں مع اُن تمام کامیابیوں کے جو آج تک مرزا صاحب کو ہوئی ہیں یا آیندہ ہونگی یا آیندہ قیامت تک کسی خلیفہ کو ہوں گی وہ سب کامیابیاں حضرت خیر الوریٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بیچ ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کامیابی ہوئی یا ہوگی اُس کے ساتھ مرزا صاحب کی کامیابی کو کیا نسبت۔

بروز ثابت کرنے کے لئے تعداد تابعین کا ثابت کرنا ضروری نہیں۔ یہ معترض کی غلط فہمی ہے۔ معترض نے کہا ہے کہ وہ چار لاکھ مسلمان تابع ہیں یہ غلط ہے بلکہ اول تو قریب برس کے ہوگیا کہ یہ تعداد تھی اب اور بھی بہت بڑھ گئی ہے۔ دوسرا صرف مسلمان ہی اس میں داخل نہیں ہوئے بلکہ مسلمان۔ سکھ۔ آریہ۔ عیسائی۔ یہود۔ دہریہ وغیرہ بھی داخل ہوئے۔ مگر مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک نبی ایسا بھی ہوا جس کے ساتھ ایک بھی قیامت میں نہ ہوگا۔ پھر حضرت نوح حضرت لوط حضرت مسیح کی کامیابیوں کو دیکھو بلکہ حضرت نوح کی کامیابی وما آمن معہ الا قلیل اور اس کے مقابل ان کی عمر فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما $\frac{20}{14}$۔ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے) کو دیکھو پھر کامیابی کا موازنہ کرو کیا معترض کے نزدیک وہ نبی تھے یا نہیں اور ان سے کوئی اہم کام ہوا یا نہیں۔ دیکھو یہ علامت صداقت ہے اعتراض معترض کا کہاں جا پڑا۔ ۴۴

جواب۔ اسلام میں جبر واکراہ نہیں لا اکراہ فی الدین $\frac{3}{2}$ تبلیغ کا کام جیسا چاہیے برابر جاری ہے۔ کسی کے مرتد ہونے پر اس کے پیچھے پڑ جانا یہ ماموریں کی سنت نہیں۔ کیا حضرت موسیٰ قارون کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ جب وہ مرتد ہوا تھا۔ حال آنکہ وہ تو حضرت موسےٰ کے پاس موجود بھی تھا کیا حضرت مسیح یہودا اسکریوطی کے پیچھے پڑے تھے جس نے تیس درم لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا تھا۔ کیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب الوحی مرتد ہوگیا تھا کے پیچھے پڑے تھے حال آنکہ وہ مدنی زندگی یعنے جلال کا زمانہ بھی تھا۔ کیا منافقین مدینہ جو ہر وقت مجلس نبوی میں آتے رہتے تھے۔ اور اصل میں مرتد تھے ان کا پیچھا کیا گیا۔ ایسی مثالیں اور بھی بہت ہیں جن کے بیان سے بہت طول ہوجاتا ہے۔

غرض تبلیغ عام ہوتی ہے خاص نہیں ہوتی خاص تبلیغ سے اللہ تعالیٰ نے انک لا تھدی من احببت (تو جس کو چاہے ہدایت پر چلا نہیں سکتا) کہکر منع فرما دیا ہاں جو خود سوال کرے اُس کا جواب دینا یا اُس کا سمجھانا تبلیغ ہوتی ہے۔ قوم کا پیسہ حکم الٰہی وسنت اللہ کے موافق لیا گیا وہ تو بہرحال حلال ہے۔ معترض کی تحریم سے حرام نہیں ہوسکتا۔

سوال چوتھا۔ غرض مرزا صاحب کی بعثت سے اسلام کو کوئی دینی اور دنیوی فایدہ نہیں ہوا۔

جواب۔ یہ فقرہ ہی عجیب ہے خود چار لاکھ کے تابع ہونے کا بھی قایل ہے پر خود ہی منکر بھی ہے۔ شھد واعلی انفسھم انھم کانوا کاذبین (اپنے جھوٹ پر خود شہادت دینگے)

سوال پانچواں۔ حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا یہ اثر تھا کہ حضرت عمرؓ جیسے زبردست انسان جو قتل حضرت کے واسطے آئے مشرف باسلام ہوئے مگر یہاں عبد الحکیم جیسے مخلص مرید جو ہزار ہا روپیہ اشاعت احکام الٰہی میں صرف کرتے رہے علیحدہ ہوگئے۔

جواب۔ معترض خود لکھ چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت مساوات نہیں اور فی الواقعہ کوئی نسبت مساوات نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر معلوم نہیں کہ یہ اعتراض معترض نے کیوں کیا یہ اعتراض تو دعوے مساوات پر ہونا چاہیئے نہ دعوے غلامی وفنا کیا ہونے پر۔ دوسرا چونکہ حضرت امام بروز احمد ہیں اس لئے یہاں بھی بہت لوگ بنا بر مقابلہ آئے اور مشرف بہ بیعت ہوے۔ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمہ آفتاب را چہ گناہ۔ مگر یہ قوت قدسی بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے کیونکہ ان کے بروز سے یہ قوت قدسی ظاہر ہوئی نہ مرزا صاحب کی اپنی ذاتی۔ مگر اس قسم کا اسلام لانا یا نہ لانا کسی مامور کی سچائی یا ناراستی کا معیار نہیں ہوسکتا دیکھو ابوجہل عتبہ شیبہ ولید ربیعہ وغیرہ کفار بارہا حضور کے دربار میں حاضر ہوئے۔ پھر جنگ کے لئے بھی بدر میں گئے مگر اسلام سے محروم رہے۔ ونیز کسی مرید کا مرتد ہونا یا نہ ہونا مرشد کی سچائی یا ناراستی کی علامت نہیں ارتداد قارون یہودا اسکریوطی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب الوحی بلکہ کل منافقین کا ارتداد جو بظاہر مسلمان تھے بلکہ کل عرب کا مرتد ہونا اور بعض صحابہ جو حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے اُن سے بعض مرتد ہوگئے حال آنکہ محض اسلام کے لئے انھوں نے وطن کو چھوڑا تھا ان کا ارتداد ان مرسلین صلوٰت اللہ وسلامہ والبرکات علیہم کی سچائی پر کوئی بٹہ لگا سکتا ہے۔ ہرگز نہیں عبد الحکیم خان کے احکام الٰہی پر ہزارہا روپیہ کے خرچ کا ثبوت معترض کے ذمہ ہے۔

سوال چھٹا۔ مرزا صاحب کو اس امر کے ثبوت کے واسطے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہونگے بلکہ کوئی دوسرا شخص ہوگا۔ معجزات انبیاء علیہم السلام کی تاویلات کرنی پڑی۔ احیا اموات کا انکار۔ معراج شریف کی تاویل بلکہ دوسرے معنوں میں انکار۔ قرآن شریف کی بہت سی آیات کی تاویلات بعید از قیاس سے ایک طالب حق مطمئن نہیں ہوسکتا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال نسبت احیاے موتی اور اُس کا جواب۔ سوال تو یہ تھا کہ مردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں۔ جواب ملا کہ ہوئے جانور لیا

سے دیا گیا جزءاً کے لفظ سے ظاہر ہے کہ زندہ جانور کے ٹکڑے بغیر حلال کرنے کے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہاں اور ہی تاویل کی گئی ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض کو چاہئیے تھا کہ معجزات انبیاء کی تاویل کی کوئی نظیر پیش کرتا اور مرزا صاحب کی تاویل کے برخلاف اس کا ثبوت قرآن مجید و حدیث صحیح سے دیتا اسی طرح انکار احیاء موتی پر اور معراج شریف کے انکار پر مرزا صاحب کا کلام پھر اس کی تردید بیان کرتا تو اس کا جواب دیا جاتا۔ اب ایسے مہمل اعتراض کا کیا جواب دیا جاوے۔ جو صرف دعوے بلا دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم کے سوال پر معترض کہتا ہے فَصُرْهُنَّ کے معنی ہلا کے ہو کر دیئے کیا یہ معنے لغت کے خلاف کئے یا کسی تفسیر میں نہیں لکھے بلکہ ضرور لکھے ہیں دیکھو فصرهن اختلفت القراء في قراءة ذلك - فقرأته عامة اهل المدينة والحجاز والبصرة بضم الصاد من قول القائل صرت هذا الامر اذا املته اليه ويقال انه اليكم لاصور اي مشتاق مائل .... بمعنے قوله فصرهن اليك ضمهن اليك ووجههن نحوك كما يقال صر وجهك الي اي اقبل به الى تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۳۳ اس میں قاریوں کا اختلاف ہے مگر عام اہل مدینہ و حجاز و بصرہ صاد کے رفع (پیش) سے ہی پڑھتے ہیں اور پنجاب و ہندوستان میں بھی یہی قراءت ہے صرت ہذا الامر اس وقت کہتے ہیں جب اس کام کی طرف توجہ کریں انه اليكم لاصور بولتے ہیں تو اس کے معنے کرتے ہیں۔ میں تمہاری طرف مشتاق اور مائل ہوں۔ پھر اس لغت کی شہادت کے لئے دو شاعروں کے شعر لکھ کر کہتا ہے کہ حاصل کلام فصرهن کے معنے ہوئے اپنی طرف ان کو جمع کر اور متوجہ کر اپنی طرف جیسے کہا جاتا ہے صر وجهك الي اس کے معنے ہیں اپنا مونہ میری طرف کر تفسیر حسینی میں لکھا ہے پس جمع کن ایشاں را بطرف خود۔ فصرهن - املهن تفسیر مظہری صفحہ ۲۸ و نیشاپوری جلد اول صفحہ ۲۴ فصرهن واملهن واضممهن فتح البیان جلد اول صفحہ ۳۴۸ اوثقهن تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ صح بن عباس من طريق العوفي فصرهن اوثقهن تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ ۔۔۔ احادیث کا بھی کچھ حوالہ بطور نظیر لکھ دیتا ہوں في صفة مشيه صلى الله عليه وسلم كان فيه شيء من صور اي ميل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں کسی قدر میلان تھا جھکنے کی طرف مجمع البحار صفحہ ۲۷۱ اس کے سوا وہاں اور بھی بہت سی احادیث کے حوالجات ہیں ان کو دیکھو ۔۔۔

اللہ تعالیٰ کا کیا باصواب ہے کہ پرندے چند روز تیرا (تیرا وجود بھی اصل میں میرا ہی ہے) کھا کر تیرے بلانے آجاویں گے تو کیا ارواح جو میری مخلوق اور میرے رزق سے دائمی پرورش پاویں گے نہ آئیں گے؟۔ ضرور آئیں گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم صرف اسی دلیل سے سمجھ گئے اور وہ کام نہ کیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کام کا کرنا بیان نہیں فرمایا۔

دوسرا حضرت ابراہیم نے رویت کے لفظ سے سوال کیا جو رویت کے معنے سمجھنے کے بھی ہیں جیسے الم تر الى الذين خرجوا من ديارهم ۲/۱۹۔ واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صدہا سال اول کا ہے اور اس کے معنے رویا میں دیکھنے کے بھی ہیں جیسے وقال الملك اني ارى سبع بقرات ۱۲/۵ بادشاہ نے کہا میں نے رویا میں دیکھا ہے۔ آنکھ سے دیکھنے کا تو ان کا سوال ہی نہ تھا جزو کہتے ہیں ایک حصہ کو۔ چار جانوروں کا نصف حصہ ہوتا ہے دو جانور اور چہارم حصہ ہوتا ہے ایک جانور اگر ان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا مقصود ہوتا تو اول قطعهن فرماتا پھر بجائے جزء کے قطعة فرماتا جزء سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا کسی طرح نہیں نکلتا پس ثابت ہوا کہ ۴ جانور کے ۴ حصہ سوائے ذبح کے بھی ہو سکتے ہیں۔ تیسرا آیت کا آخری حصہ صاف بتلاتا ہے کہ سوال حضرت ابراہیم صرف سمجھنے کے لئے ہی تھا اسی واسطے جواب کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے فاعلم ہی فرمایا یعنے اب تو سمجھ جا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے اگر دیکھنے کا سوال ہوتا اور زندہ کر کے دکھانا جواب ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا فانظر کیونکہ معنے اب دیکھ لے۔ فاعلم نہ فرماتا۔ اگر معترض اسی طرح دوسری تاویلات کی نظیر بھی دیتا تو ان کا بھی جواب دیا جاتا۔ باقی رہا اطمینان کا ہونا یہ فعل الٰہی ہے کسی انسان کا کام نہیں۔

سوال ساتواں — وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته کے اور انه لعلم للساعة کی تاویلات اپنے مطلب کے موافق کی گئی۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض نے سارے مضمون میں دلیل ہی بیان نہیں کی اس کا فرض تھا کہ حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاویلی معنے بیان کرتا پھر ان کی تردید کرتا پھر اپنے صحیح معنے بیان کرتا تو اس کا سوال قابل جواب ہوتا۔ مگر تاہم میں ان دونوں آیتوں کے معنے لکھ دیتا ہوں اس پر جو معترض کو اعتراض ہو کرے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیا جاوے گا۔ پہلی آیت شریفہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کے صلیب پر قتل نہ ہونے کا بیان فرما کر۔ اور دعوے یہود کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر ڈالا) کی تردید کر کر فرماتا ہے کہ اہل کتاب کا اپنی زندگی میں بھی یقین ہے کہ حضرت مسیح مقتول ہوئے اور یہ یقین ان کا ان کے مرنے سے پہلے تک ہی رہے گا۔ دوسری آیت کے معنے ہیں بے شک یہ قرآن کریم بڑا علم ہے قیامت کے لئے کیا معنے ثبوت قیامت قرآن کریم میں مدلل و مفصل بیان کیا گیا۔ اگر انہ کی ضمیر مسیح کی طرف بھی پھیری جاوے۔ تب بھی حیات مسیح ثابت نہیں ہوتی پھر یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح علم ہیں قیامت کا یعنے ثبوت قیامت بیان کریں گے۔ آیت شریف میں لَعِلْمٌ ہے لَعَلَمٌ نہیں۔ عَلَم بمعنے علامت کسی لغت میں نہیں ہے*

سوال آٹھواں - تم کس فکر میں ہو - مختلف طریقوں سے تمہاری جائیدادوں پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا ہے - جیسے بہشتی مقبرہ - آپ کو نماز روزہ کی چنداں ضرورت نہیں رہی - کیونکہ مقبوضہ جائیداد کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو دیدو اور پسماندگان کو وصیت کر دو کہ بعد میری وفات کے جس طرح ہو سکے بہشتی مقبرہ میں دفن کرو۔ تو پھر آپ بہشتی ہیں - کیا یہ مسئلہ عیسائیوں کے کفارہ کے مسئلہ سے کم ہے - اگر وقف بنام انجمن کر دی جاوے تو بہشت کا ٹکٹ مل جاتا ہے - یہ بات کہدینی سہل ہے کہ یہاں بہشتی ہی دفن ہونگے - اگر کسی گنہگار کو دفن کیا جاوے - اگر وہ زمین اُس کی لاش کو قبول نہ کرے تو البتہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

جواب وباللہ التوفیق - معترض نے پہلے چندہ پر مضحکہ اڑایا ہے۔ اس کا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے انا كفيناك المستهزئين ۱۴/۶ (ان تمسخر کرنے والوں کے ہم ہی تجھے کافی ہیں) چندوں پر مضحکہ اڑانا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ سنت بھی ان کے پہلے بھائیوں کی ہے - كذالك قال الذين من قبلهم مثل قولهم تشابهت قلوبهم ۱/۱۴ (جو ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی ایسا کہا ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں) - حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جن کا ذکر ہے - الذين يلمزون المطوعين .... من المؤمنين في الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم سخر الله منهم ولهم عذاب اليم استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم ۱۰/۱۶ (جو لوگ طعن کرتے ہیں بڑھ کر صدقہ دینے والے مومنوں کو اور محنت سے کما کر دینے والوں کو وہ مومنوں سے مخول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو بھی مخول کی سزا دیگا ان کو دکھ کی مار

* عَلَمٌ بہ فتح ع ولام کے ساتھ بمعنی علامت ہے۔

ہوگی۔ ان کے لئے معافی مانگ یا نہ مانگ اگر ستر دفعہ بھی تو ان کے لئے معافی مانگے گا اللہ تعالیٰ ان کو معافی نہ دیگا۔ معترض تو ۱/۱۰ پر اعتراض کرتا ہے مگر بعض صحابہ نے سارا مال بھی دیدیا جیسے حضرت صدیق رضؓ نصف مال بھی دیدیا جیسے حضرت فاروق رضؓ و عبدالرحمن بن عوف رضؓ اور مزدوری کرکے بھی نصف آمدن دیدی جیسے عاصم بن عدی انصاری دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۱۰ ص ۱۲۱ و ۱۳۴ حالانکہ اس وقت مال و جان دونوں کے خرچ کرنے کے لئے حکم تھا۔ اور آخری زمانہ میں آخرین کے لئے صرف مال خرچ کرنے کا ہی حکم ہے۔ وَاَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُونَهُمُ اللَّهُ يَعْلَمُهُمْ وَمَا تُنْفِقُوا مِنْ شَيْءٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ يُوَفَّ إِلَيْكُمْ۔ تم اِن موجودہ دشمنوں کے لئے جس قدر تمہاری طاقت ہے تیاری کرو قوت جانی کی اور مالی خرچ بھی کرو۔ گھوڑے باندھکر تیار رکھو۔ تمہاری اس تیاری مالی و جانی سے اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کے دشمن کو خوف پیدا ہوگا۔ اور کچھ اور دشمن بھی ہیں ان کے لئے بھی تیار رہو جو ان موجودہ دشمنوں کے سوا ہیں تم ان کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے جو مال خرچ کروگے اللہ تعالیٰ کے راہ میں پورا بدلہ اس کا دیا جائیگا۔ آخرین کے ساتھ صرف خرچ ہی بیان فرمایا۔ کیونکہ یہ زمانہ امن کا ہے کوئی کسی کو تلوار سے دکھ نہیں دیتا۔ صرف زبانی مباحثے ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی مال سے ہی کام لو۔ غرض یہ چندوں کا اعتراض صرف مرزا صاحب پر ہی نہیں رہتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔ اور مضحکہ اڑانے والوں کی نسبت مشابہت کفار و منافقین کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک راستباز کی صداقت کی علامت ہے کہ جیسے اس کے اعتراض اسی پر مخصوص نہیں رہتے بلکہ اور راستبازوں پر بھی جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کی مشابہت بھی اگلے راستبازوں کے مخالفوں کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ رہا یہ کہ چندہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ہے۔ اس میں معترض یا خود دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ یا اس نے رسالہ الوصیت نہیں دیکھا ... مقبرہ بہشتی کے لئے دیا گیا اس میں ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے آدمی بہشتی ہوجاتا ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے ضرور مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاویگا۔ بلکہ برخلاف اس کے لکھا ہے ... چند مقامات رسالہ الوصیت سے ... لکھتا ہوں۔ (۱) رسالہ الوصیت مطبوعہ ... صفحہ ۱۵۔ ایک جگہ مجھ کو دکھلائی گئی اور اس کا نام مقبرہ بہشتی رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔

کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک ۱/۱۰ حصہ دینے والا اس میں مدفون ہو سکیگا بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے آدمی کی میت کو یہاں دفن ہونے کا موقع اور توفیق ملیگی جو بہشتی ہوگا نہ یہ کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے اس میں دفن ہوگا یا بہشتی ہو جائیگا۔ چنانچہ آج تک جس قدر لوگ اس میں دفن ہوئے سوائے دو تین[۳] کسی نے بھی وصیت نہیں کی اور نہ قابل وصیت تھے۔ بلکہ مساکین ہی تھے۔

۲۔ صفحہ ۱۵۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت **دین کو دنیا پر مقدم کرلیا**۔ اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہوگئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا آمین یا رب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہوچکے اور دنیا کے اغراض کی ملونی ان کے کاروبار میں نہیں آمین یا رب العالمین۔

اور پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یا رب العالمین۔

صفحہ ۱۶۔ خدا نے میرا دل اپنے وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگادی جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے ان شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

۱۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائینگے اور ایک کنواں لگایا جائیگا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پل بنایا جائیگا۔ ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا.... سو پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے چندہ داخل کرے۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کے بعد بھی جاری رہیگا اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں خرچ کرتی رہے +

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد اس کے تمام ترکہ کا دسواں حصہ حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام و اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے ..... خرچ کرینگے.... اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے..... وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے اگر کوئی شخص وصیت کرکے منکر ہوجائے ... تو گو انجمن نے قبضہ بھی کرلیا ہو تو وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا.... کہ خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔ انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا + اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

صفحہ ۱۷.... دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں وہاں کا وصیت والا مال اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو یہ بھی جائز ہوگا۔ ان اموال میں سے ان یتیموں مسکینوں نو مسلموں کا بھی حق ہوگا.... جو اس سلسلہ میں داخل ہیں۔

۳۔ شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

۴۔ شرط یہ ہے کہ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائیداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔ اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں۔

صفحہ ۲۲ بذا انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے

۳ جن کی تعداد اس وقت چودہ ہے۔

بلکہ وہ دیانتدار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالیا فریبی اور دنیا کے ملونی اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو بلا توقف ایسے شخص کو انجمن خارج کریگی صفحہ ۱۹- خدا تعالیٰ کو بھی مہذب طریق پر اس کی اطلاع دیں ؎ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی بلکہ خدا تعالیٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا (کیا معنے توفیق اور موقع ہی نہیں ملے گا) - ۲۱ تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کُل جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے دیتے ہیں۔

صفحہ ۲۲ نمبر ۲ یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔

صفحہ ۲۴ ۱۹ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جاوے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا ......

یہ چالیس شرائط مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی ہیں۔ کیا یہ کفارہ ہے؟ معترض کو چاہیئے کہ ۱۱ و ۲۵ و ۲۶ و ۲۷ و ۲۸ و ۳۵ و صفحہ ۱۹ حاشیہ و صفحہ ۲۴ ۱۹ خصوصاً غور سے پڑھے تاکہ اُس کو معلوم ہو جاوے کہ کفارہ تو بجائے خود ایک مسلمان بدعتی گناہگار بھی باوجود ۱/۱۰ حصہ دینے مقبرہ بہشتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آپکے معترض ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر بنظر انصاف غور کریں کیا یہ تدابیر اور شرائط اور احتیاطیں ذرہ بھر بھی کفارہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں یا از دست کفارہ موز ہیں۔ باقی رہا کہ زمین غیر بہشتی کی لاش کو باہر پھینک دے یہ اعتراض کسی وجہ نبی اللہ پر بھی ۵ سے کم نہیں۔ جس کا جواب یہود کو فاخذتکم الصاعقۃ ۱/۶ کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

سوال نانواں

سہ سالہ نشان پر غور کرو جو آخر اعجاز احمدی کہ کربلا چھوڑ ایا۔

جواب - باللہ التوفیق - معترض کو چاہیئے تھا کہ اگر اس کے نزدیک یہ نشان - نشان نہیں - تو نشان کے علامات سنۃ اللہ کے موافق قرآن مجید سے پیش کرتا اور پھر ثابت کرتا کہ کتاب اعجاز مسیح اعجاز یا نشان نہیں - معترض نے اس اعتراض میں بھی بعینہ وہی یضاہئون قول الذین کفروا من قبل ۱۰/۱۱ والا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۲۷/۸ (جب کبھی کوئی نشان دیکھتے ہیں کہ دیتے ہیں یہ تو چالاکی ہے جو ہمیشہ ایسے لوگ کرتے چلے آئے ہیں) صم بکم عمی کن لوگوں کو خطاب ملا؟ ایسے ہی لوگوں کو جو برابر نشان پر نشان دیکھتے اور کہتے لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ ۱۳/۱۲ اس پر کیوں کوئی نشان اُسکے رب کی طرف سے نازل نہیں ہوتا۔

کیا یہ تھوڑا نشان ہے کہ ابتدا میں دعوے کیا گیا جو اس کے جواب کا ارادہ کریگا وہ ہلاک یا ذلیل ہوگا ایک نے ارادہ کیا ہلاک ہوا دوسرے نے وہ نوٹ چوری لیکر اپنے نام پر شائع کئے ذلیل ہوا۔ پھر آج تک کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس کا جواب لکھیں۔

سوال دسواں

طاعون کے مقابلہ میں نام رکھا دار الامان - آخر روحانی گھر سے بھی خارج ہو کر باغ میں تشریف لے جانا چہ معنے دارد۔

جواب - باللہ التوفیق - حضرت امام بسبب طاعون کے باغ میں تشریف نہیں لے گئے تھے - بلکہ زلزلہ ۴ر اپریل ۰۵ء کے روز تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ اور زلازل کے متعلق وحی ہو چکی تھی اس لحاظ سے باغ میں ہی کچھ عرصہ تک رونق افروز رہے اگر بلحاظ قواعد حفظ صحت طاعون کے لئے بھی تشریف لے جاتے تب بھی کچھ حرج نہ تھا مامورین اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے بہت ڈرنے والے ہوتے ہیں باوجود دعاؤں اور وعدہ ہائے حفظ الٰہی کے ظاہری اسباب کو بھی نہیں چھوڑتے کیونکہ ظاہری اسباب بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہی ہیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا ۴/۱۱ یہ ظاہری کارخانہ اسباب بھی لغو اور باطل نہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود وعدہ حفاظت و وعدہ فتح روز جنگ احد دو زرہ پہن لیں۔ اسی طرح جب کفار مکہ نے ارادہ قتل کیا باوجود وعدہ حفاظت الٰہی مکہ معظمہ سے تشریف لے گئے پھر اس لحاظ سے کہ کافر تعاقب نہ کریں تین روز غار ثور میں رونق افروز رہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ الٰہی پر نعوذ باللہ یقین نہ تھا - ضرور یقین تھا اور حق الیقین تھا مگر ظاہری اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ دیا تا کہ سنت اللہ ظاہری و باطنی دونوں پر عملدرآمد ہو - دوسرا اللہ تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو حرماً آمنا فرمایا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بے امنی کے خوف کے وقت تشریف لے گئے کیا وہ اب حرماً آمنا نہ رہا؟ ضرور رہا اور اب تک ہے مگر ایک خاص ضرورت کے لئے وہاں سے جانا ہی مناسب معلوم ہوا۔

تیسرا اگر حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون کے سبب باغ میں تشریف لیجاتے تو اس سے اول اور اس سے بعد بارہا قادیان میں طاعون پڑا اگر حضرت کبھی باہر تشریف نہیں لے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی طاعون کے لئے تشریف نہیں لے گئے تھے۔

چوتھا - لفظ قادیان (جو الہام الٰہی میں ہے) سے خاص حضرت کا دار مراد ہے اسواسطے کہ اس کا اصل نام ہے دار الاسلام۔ قاضی ماجھی کثرت استعمال سے قاضی ماجھی رہ گیا پھر صرف قاضی رہ گیا اب بھی عام لوگ صرف کادی ہی کہتے ہیں قادیان نہیں کہتے۔ حضرت امام کے آباؤ اجداد کے وقت یہاں پانچسو حافظ قرآن ہمیشہ رہتا تھا اور اس ملک میں مولوی عالم دیندار کو قاضی کہتے ہیں چنانچہ آجکل بھی اس ملک میں امام مسجد کو قاضی ہی کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ قاضی یا کادی یا قادیان صرف حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسکن یا دار کا ہی نام ہے اور اسی کے لئے وعدہ امن کا ہے اور آج تک اتنے عرصہ میں باوجود بار بار طاعون کے ہونے کے اس دار سے ایک چوہا بھی طاعون سے نہیں مرا۔

سوال گیارہواں

قادیان کا طاعون سے محفوظ نہ رہنا اور احمدیوں کا پلیگ سے نہ بچنا۔ اگر تاویل کرو تو نبوت کے لئے یہ شعر ہے۔ کاذبوں کی قربتوں کا حکم ہے طاعون کو - صادقوں کو مل گئیں امن و امان کی ڈگریاں۔

جواب - سوال نمبر ۱۰ میں بیان کیا گیا کہ جس جگہ کا وعدہ ہے وہ ابتدائے طاعون سے آجتک محفوظ ہے - اور میری اس تقریر کا گواہ ایک اور الہام بھی ہے انی احافظ کل من فی الدار - لولا الاکرام لھلک المقام۔

جو اس دار میں رہتے ہیں میں سب کی حفاظت کرونگا۔ اگر اس گھر والوں کی عزت کا پاس نہ ہوتا تو باقی ساری کی ساری بستی ہلاک کی جاتی مگر صدقہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے ہلاک نہ ہونگے اور اصل میں لولا الاکرام والا الہام تفسیر ہے ایک آیت قرآن کریم کی وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۵/۱۶ کیا معنے قبل قیامت ایک بڑا عذاب (طاعون) آنے والا ہے بعض بستیوں کو وہ بالکل ہلاک کر دیگا ان میں کوئی بھی نہ بچے گا۔

* [margin note, partly legible] ہر ایک بدوں ... اور دنیا میں ... ہیں۔
۲ - وہ مقامات جن پر پوری ... ہے۔

جیساکہ وقوع آچکا اور آیندہ نہ معلوم کس قدر ہلاکت ہونے والی ہے اور بعض کو عذاب ہوگا اور کچھ بچ بھی رہینگے تو اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بستی بسبب مخالفت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قابل تھی کہ اسکو بالکل ہلاک کیا جاتا مگر بسبب عزت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو بالکل ہلاک نہ کیا جاویگا بلکہ سدوم والی بستیوں کی طرح صرف عذاب ہی اُن پر نازل ہوگا کیا معنے کوئی طاعون وغیرہ سے تباہ ہوگا کوئی بچے گا معترض اگر شعر پر غور کرتا تو یہ اعتراض پیش ہی نہ کرتا کیونکہ اس وقت تک غیر احمدی ہی اس شعر کا مصداق ہو رہے ہیں۔ کتنے احمدی طاعون سے مرے؟ پوراپورا انسان شمار کر سکتا ہے مگر کتنے غیر احمدی مرے؟ اس کا حساب نہیں۔ لاکھوں لاکھوں تک نوبت پہنچی۔ اس طرح نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفار کو وعدہ عذاب تلوار دیا گیا تھا جیسے

او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض

مگر صحابہ بھی جنگوں میں بہت شہید ہوئے کیا صحابہ پر بھی نعوذ باللہ وہ عذاب ہی تھا بلکہ وہ تو شہید ہوئے تھے اور ان کو دربار الٰہی سے سارٹیفکیٹ

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰہم اللہ من فضلہ

کا دیا گیا۔ اسی طرح احمدی جو طاعون سے فوت ہوئے وہ بھی شہید ہیں

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(حکیم فضل دین از قادیان)

خطبہ جمعہ

مسجد اقصےٰ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل یا ایہا الکافرون الیٰ آخرالسورۃ۔

نماز کے اختتام پر سلام پھیر کر معاً ہی حکم ہے کہ انسان کم از کم تین ۳ بار استغفار پڑھے۔ اور حدیث میں تو یوں بھی آیا ہے کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمد للہ۔ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ یہ بھی نماز کے بعد کے وظائف میں سے ایک ضروری وظیفہ ہے مگر اس کا ہم انشاء اللہ توفیق ہوئی تو آیندہ کبھی اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ سلام پھیرتے ہی معاً تین بار

استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ

کہنے کا جو حکم ہے اس میں بھید کیا ہے؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور، ناتوان اور سست ہے۔ علم حقیقی سے بہت دور ہے۔ آہستگی سے ترقی کر سکتا ہے۔ ہم تم تو چیز ہی کیا ہیں۔ اس عظیم الشان انسان علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی بھی یہ دعا تھی کہ

رب زدنی علماً

تو جب خاتم الانبیاء۔ افضل البشر صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی علمی ترقی کی ضرورت ہے جو اتقی الناس۔ اخشی الناس۔ اعلم الناس ہیں۔ اور اُن کے متعلق الرحمٰن علم القراٰن وارد ہونے کے باوجود بھی اُن کو ترقی علم کی ضرورت ہے تو ما وشما ..... حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں۔ کہ ہم علمی ترقی نہ کریں۔ اگر میں کہہ دوں کہ مجھے کتابوں کا بہت شوق ہے۔ اور میرے پاس اللہ کے فضل سے کتابوں کا ذخیرہ بھی تم سب سے بڑھکر موجود ہے اور پھر یہ بھی اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں نے اُن سب کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے اور مجھے ایک طرح کا حق بھی حاصل ہے کہ ایسا کہہ سکوں۔ مگر با ایں ہمہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم کی ضرورت نہیں۔ بلکہ مجھے بھی ترقی علم کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے۔ علم سے میری مراد کوئی دنیوی علم اور ایل۔ ایل۔ بی۔ یا ایل۔ ایل۔ ڈی کی ڈگریوں کا حصول مراد نہیں ہے۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

بلکہ ایسا تو کبھی میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آیا۔ اور نہ ہی ایسی میری کبھی اپنی ذات یا اپنی اولاد کے واسطے خواہش ہوئی ہے۔ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں آجکل علم سے بھی ظاہری علم مراد لیا گیا ہے اور ہزارہا انسان ایسے موجود ہیں کہ جن کو دن رات یہی تڑپ اور لگن لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح وہ بی۔ اے یا ایم۔ اے۔ یا ایل۔ ایل۔ بی کی ڈگریاں حاصل کر لیں۔ ان لوگوں نے اصل میں ان علوم کی دھن ہی چھوڑ دی ہے۔ جن پر سچے طور پر علم کا لفظ صادق آسکتا ہے۔ پس ہماری مراد ترقی علم سے

خدا کی رضامندی کے علوم

اور اخلاق فاضلہ سیکھنے کے علوم۔ وہ علوم جن سے خدا کی عظمت اور جبروت اور قدرت کا علم ہو۔ اور اس کے صفات۔ اس کے حسن واحسان کا علم آجاوے غرض وہ کل علوم جن سے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا علم آجاوے مراد ہیں۔ **انسان** چونکہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا علم اپنے کمال تک نہیں پہنچا ہوتا اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور سستیوں کی وجہ سے نماز کو کبھی وقت سے بے وقت۔ کبھی بے توجہی سے پڑھتا ہے۔ اور کبھی نمازوں میں اس کا خیال کہیں کا کہیں چلا جاتا اور پورا حضور قلب اور خشوع جو نماز کے ضروری ارکان ہیں ان کے ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے یا نماز پورے طور سے نہیں پڑھی جاتی۔ یا کبھی اصل لذت اور سرور سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور باریک در باریک وجوہ کے باعث نماز میں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ جاتا ہے اس واسطے حکم ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے ساتھ ہی معاً استغفار پڑھکر اپنی کمزوریوں اور نماز میں اگر کوئی نقص رہ گیا ہے تو اس کی تلافی خدا سے چاہے۔ اور عرض کرے کہ یا الٰہی اگر میری نماز کسی باریک در باریک کمی یا نقص کی وجہ سے قابل قبول نہیں تو میری کمزوریوں پر پردہ ڈال کر بخشش فرما اور میری عبادت کو قبول فرمالے۔ ہم تیرے عاجز بندے ہیں ہم تیری اُس

کبریائی عظمت اور جلال

کو جو تیری ذات پاک کے شایان اور مناسب حال ہے کہاں جان سکتے ہیں۔ اس واسطے ان کمیوں پر چشم پوشی فرما۔ اور عفو کر۔ گذشتہ غلطیوں کو معاف فرما اور آیندہ کے واسطے توفیق عطا فرما کہ ہم تیری عبادت بطریق احسن اور ابلغ کرنے کے لایق ہوں۔

نماز کی کمی اور نقائص کی تلافی کے واسطے ماثورہ اوراد کے علاوہ ایک مقررہ تعداد رکعات سنن کی بھی ضروری ہے جو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ فرائض کی تکمیل کے واسطے سنن کا پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے جو لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں سستی یا کاہلی کرتے ہیں اُن کو اس طرف توجہ کرنی چاہیے۔

میں ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے کہ آپ نماز فرائض کے بعد فوراً اندر تشریف لیجاتے ہیں کوئی ٹھوکر کھائے اور خود بھی فرائض کے بعد فوراً مسجد سے باہر بھاگنے کی کوشش کرے اور ادعیہ ماثورہ اور سنن کی پرواہ نہ کرے۔ یاد رکھو کہ حضرت اقدس ؑ ان سب باتوں کے پورے پابند ہیں اور اکثر گھر میں نوافل میں بھی لگے رہتے ہیں۔ بلکہ بعض اوقات آپ سنن مسجد میں بھی ادا کر لیتے ہیں۔

غالباً یہی خیال آیا ہوگا کہ کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

نماز سے گھر بابرکت ہوجاتے ہیں

چنانچہ میرا خود بھی اسی پر عمل ہے۔ اکثر سنن اور نوافل گھر میں ادا کرتا ہوں مگر اسی خیال سے کہ کسی بیمار دل کو ٹھوکر نہ لگے بعض اوقات مسجد میں بھی ادا کر لیتا ہوں اور خدا سے یہ دعا عرض کرتا ہوں کہ گھر میں تو بھی برکت دے دیکھو۔ رسول اکرم صلعم کا عمل بھی اسی طرح پر ہے۔ شام کے نوافل کے متعلق آنحضرت صلعم کا مسجد میں نوافل ادا کرنے کا بھی ایک اثر موجود ہے۔

غرض یہ ہے کہ سنن کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ خواہ گھر میں ہوں اور خواہ مسجد میں۔

قرآن شریف کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں جن میں چاروں قُل بھی ہیں۔ نماز میں بھی اور نماز کے بعد کے اوراد وماثورہ میں بھی داخل ہیں لہٰذا ان کے متعلق بھی کسی قدر بیان کر دینا ضروری ہے۔ مسلمان انسان میں

غیرت اور حمیت

ہونی چاہیے اور ہر حالت میں لازمی ہے کہ انسان ایماندار بے غیرت ہونے کی حد تک ذلیل نہ ہو جاوے۔ دیکھو حضرت نبی کریم صلعم کی ابتدائی تیرہ سالہ مکہ کی زندگی کیسی مشکلات اور مصائب کی زندگی ہے۔ مگر باایں کہ آپ بالکل تنہا اور کمزور ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ صلعم کی زبان سے اہل مکہ کے بڑے بڑے اکابر قریش اور سرداران قوم کو جو اپنے برابر کسی کو دنیا میں سمجھتے ہی نہ تھے یوں خطاب کراتا ہے قل یاایہا الکٰفرون

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کمزوری کی حالت میں بھی خدائی تائید اور نصرت کی وجہ سے جو آپ کے شامل حال تھی اور اس کامل اور سچے علم کی وجہ سے جو آپ کو خدا کے وعدوں پر تھا۔ آپ میں ایسی قوت اور غیرت وحمیت موجود تھی کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں اُن کے سامنے ہرگز ہرگز ذلیل نہ تھے۔ بلکہ آپ کے ساتھ خدا کی خاص نصرت اور

حق کا رعب اور جلال

ہوا کرتا تھا۔ پس اس سے مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہیے کہ حق کے پہنچانے میں ہرگز ہرگز کمزوری نہ دکھائیں۔ اور دینی معاملات میں ایک خاص غیرت اور جوش اور صداقت کے پہنچانے میں سچی حمیت رکھیں۔

کافر کا لفظ عرب کے محاورے میں ایسا نہیں تھا جیسا کہ ہمارے ملک میں کسی کو کافر کہنا گویا آگ لگا دینا ہے۔ وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے خوب جانتے تھے کہ کسی کی بات کو نہ ماننے والا اس کا کافر ہوتا ہے۔ اور ہم چونکہ آپ کی بات نہیں مانتے اس واسطے آپ ہمیں اس رنگ میں خطاب کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں خود مسلمانوں کی صفت بھی کفر بیان ہوئی ہے جہاں فرمایا ہے کہ یکفر ون بالطاغوت۔ معلوم ہو کہ کفر مسلمان کی بھی ایک صفت ہے مگر آج کل ہمارے ملک میں غلط سے غلط بلکہ خطرناک سے خطرناک استعمال میں آیا ہے۔ کسی نے کسی کو کافر کہا اور وہ دست وگریباں ہوا۔

اصل میں کافر کا لفظ دل دکھانے کے واسطے نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو ایک واقعہ کا اظہار وبیان تھا۔ وہ لوگ تو اس لفظ اور خطاب کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔

قل یاایہا الکٰفرون

کے معنے ہوئے کہ وے لے کا فرو! ہشیار ہو کر اور توجہ سے میری بات کو سنو۔ لا اعبد ماتعبدون۔ میں اُن بتوں کی۔ اُن خیالات کی۔ اُن رسوم ورواج کی اور اُن ظنوں کی فرمانبرداری نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو۔

اُن لوگوں میں اکثر لوگ تو ایسے ہی تھے جو رسم ورواج۔ عادات اور بتوں کی اور ظنوں اور وہموں کی پوجا میں غرق تھے۔ ہاں بعض ایسے بھی تھے کہ جو دہریہ تھے مگر زیادہ حصہ اُن میں سے اول الذکر لوگوں میں سے تھے خدا کو بڑا خدا جانتے تھے۔ اور خدا سے انکار نہ کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی کافر تھے جو خدا کو بھی مانتے تھے اور بتوں سے بھی الگ تھے۔ رسم ورواج میں بھی نہ پڑے تھے آں حضرت صلعم کے پاس آنے کو اور آپ کی فرمانبرداری کرنے ہی کو اپنی سرداری کی ہتک جانتے تھے اور ان کے واسطے اُن کا کبر اور بڑائی ہی حجاب اور باعث کفر ہو رہی تھی۔

ولا انتم عابدون ما اعبد۔ اور نہ ہی تم میرے معبود کی عبادت کرتے نظر آتے ہو۔

ولا انا عابد ما عبدتم۔ اور نہ ہی میں کبھی تمہاری طرز عبادت میں آؤں گا۔

ولا انتم عابدون ما اعبد۔ اور نہ ہی تم اپنے رسم ورواج جتھے اور خیالات اپنے بتوں اور منتوں کو چھوڑتے نظر آتے ہو۔ تو اچھا پھر ہمارا تمہارا یوں فیصلہ ہوگا۔ کہ لکم

... دل ... بہت اعمال اور عقاید ... پاؤں گا اور تمہارے برے کردار اور عقاید کا ... کی سزا تم کو ملے گی۔ پھر اُس وقت پتہ لگ جاوے گا کہ کون صادق اور کون کاذب ہے۔

اس کا جو نتیجہ نکلا وہ دنیا جانتی ہے۔ ہر ایک نے دیکھ لیا ہوگا کہ آں حضرت صلعم دنیا سے کس حالت میں اُٹھائے گئے۔ اور آپ کے اتباع کو دنیا میں کیا کچھ اعزاز اور کامیابی نصیب ہوئی اور اور آپ کے وہ دشمن کہاں گئے اور اُن کا کیا حشر ہوا کسی کو اُن کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں۔ بس یہی نمونہ اور مابہ الامتیاز ہمیشہ کے واسطے صادق اور کاذب میں خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ فقط

نتیجہ امتحان انٹرنس

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامن والامان کے ۱۶ طلبار میں سے جو اس سال امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے تھے ۱۴ طالب علم یعنی۔ عبد العلی۔ ولی اللہ شاہ۔ عبدالرحمن امرتسری۔ محمد صادق۔ امجد حسین بٹالہ۔ عطا محمد۔ پاس ہیں۔ اور تین لڑکے یعنی گوہر دین۔ خواجہ عبدالرحمن (کشمیری) اور میاں فیض احمد زیر تجویز ہیں۔

ان تینوں لڑکوں کی تمام احمدی احباب کی خدمت میں نہایت الحاح سے التجا ہے کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔ سنا گیا ہے کہ قریباً ۱۳ فی صدی طلبار اس سال اس امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارا نتیجہ بہت اچھا رہا ہے۔

الاخوان

بخدمت سابق ممبران الاخوان لاہور۔

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چونکہ سالانہ رپورٹ جلسہ الاخوان چھپنے والی ہے اور اس میں نئے اور پرانے ممبروں کی فہرست کا اندراج ضروری ہے لہٰذا میں آپ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ الحکم اس امر کی التماس کرتا ہوں کہ سب احباب اپنے اسمائے گرامی مع مفصل پتہ کے میرے پاس بھیجکر بندہ کو ممنون فرماویں۔ والسلام۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ بمقام مونگ

مونگ تحصیل پھالیہ میں ایک گاؤں ہے۔ جہاں قریبا چار کس غریب احمدی رہتے ہیں اور مخالفین کی بیجا زیادتیوں اور سختیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ ہوا کہ ان میں سے میاں عبداللہ صاحب مہاجر جو بلحاظ اپنے تقویٰ وطہارت اور خشیۃ اللہ کے تحصیل پھالیہ کی جماعت میں ایک واجب التقلید نمونہ ہیں وہ میاں صاحب نا ہنجار ملانوں اور جاہل مخالفوں سے تنگ آکر اور ہجرت کرکے دارالامن والامان قادیان شریف میں اپنے پیارے آقا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جا پناہ گزین ہوئے ہیں اور دو تین آدمی احمدی جو باقی رہ گئے ہیں وہ موافق فرمودہ حضرت اقدس پورے استقلال سے مخالفین کی بیجا سختیوں کے نشانہ بنے رہکر اور ہر طرح کی تعدیوں کی پرواہ نہ کرکے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم کردہ دستور العمل رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسے ہی استقامت اور ایمانی طاقت بخشے ۔ آمین

عرصہ تخمیناً دو سال سے ضلع گوجرات میں جلسوں کی بنیاد قائم ہوگئی ہے اور جیسا کہ اخبار الحکم و بدر میں اس ضلع کی گذشتہ احمدی جلسوں کی رپورٹیں شایع ہو چکی ہیں ہر ایک جلسہ میں موضع مونگ کے یہ احمدی شامل ہوتے رہے ہیں۔ گذشتہ جلسہ میں جو مقام سیلاں میں ہوا تھا۔ یہ بھی خواستگار ہوئے کہ آیندہ جلسہ میں قرب وجوار کے بھائی مونگ میں جمع ہوں۔ چنانچہ ان کی درخواست کے بموجب ۲۲ر اگست ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی۔ ان احمدیوں نے واپس مونگ جاکر اعلان کردیا اور مخالفین کے مقتدا شکم پرست ملانوں کو اس بات کیطرف دعوت دی کہ ہم کو جو تم ہمیشہ طرح طرح کے الزام سے بدنام کرتے حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں دیدہ ودانستہ ناشایستہ اور برے الفاظ استعمال کرتے اور یہ کہتے ہو کہ تم نے نیا دین اور مذہب اختیار کرلیا ہے۔ آؤ اب فیصلہ کا وقت آگیا ہے۔ ہم نے اسی نیت سے اپنے احمدی بھائیوں کو بلاکر جلسہ کا انتظام کیا ہے۔ ہمارے مولویصاحب بھی آویں گے طرفین کی بحث کرنے پر حق اور باطل میں امتیاز ہو جاویگا۔ اور ہم تمہارے روز بروز کے مظالم سے خلاصی پاکر آزادی سے عبادات الٰہیہ کو بجالانے کے قابل ہو جاویں گے ۔ . . . .

. . . . مگر مخالفین ملاؤں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سکوت کی مہران کے مونہوں پر لگ گئی اور ادہر ادہر جھانکنے لگے ۔ آخر جب جلسہ مذکور کی تاریخ قریب آگئی تو یہ ملانے مارے خوف کے دو تین یوم پہلے ہی ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ ۔ غرضیکہ بمصداق آیۃ کریمہ قد جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا ہر ایک ملا جو الگ الگ مسجدوں کے امام بنے گاؤں کے لوگوں پاس کوئی نہ کوئی عذر تراش کر کافور ہو گئے تین مسجدوں میں جمعہ ہوا کرتا تھا بسبب امام نہ ہونے کے جمعہ پڑھنا تو رکنار رہا۔ احمدی رعب ان پر ایسا غالب آیا کہ جبتک احمدی جماعت مونگ میں مقیم رہی کسی نے آذان تک بھی نہ کہی۔

۹ بجے صبح تک چک سکندر۔ چک بامسریاں۔ لالہ موسیٰ رسول۔ گوڑ ہا۔ جوڑہ۔ ہیلاں۔ اور اگل وغیرہ جگہوں سے احباب جمع ہوگئے تقریباً پچاس آدمیوں کی تعداد ہوگئی۔ جماعت مونگ اگرچہ نہایت قلیل اور غریب ہی صرف تین ہی آدمی تھے مگر جیسا کہ انہوں نے مہمانوں کا خیر مقدم اور مہمانداری کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا وہ نہایت ہی قابل رشک نمونہ ہو اور اس سے انکی ایمانی طاقت کا پتہ لگتا تھا کہ کس طرح خدا کے پیارے اور معطر مسیح نے لوگوں کے دلوں کو خدا کی راہ میں مسخر کر رکھا ہے۔ خرچ نہایت فراخدلی اور خوش دلی سے کیا گیا۔ غرضیکہ مہمانوں کی مدارات بہت سے بڑھ چڑھ کر کیگئی جزاہم اللہ ۔

مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکی سے احمدی دنیا بخوبی واقف ہے کہ کس دل و دماغ کے وہ آدمی ہیں۔ ان کے ساتھ ناظرین کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ سے پہلے جو تقریر ہوئی وہ مولویصاحب موصوف نے بیان فرمائی۔ یہ تقریر بلحاظ اعلیٰ استدلال اور شستگی بیان وجامعیت کے نہایت قابل قدر تھی دوران تقریر میں مخالفین کی اچھی خاصی تعداد تھی سب لوگ بہت آرام سے تقریر سنتے رہے یہ تقریر نہایت موثر تھی ۔

جمعہ کا خطبہ بھی مولویصاحب موصوف نے پڑہا قرآن کریم کے معارف اور نکات نہایت خوبی سے بتلائے گئے ۔بعد از نماز جمعہ میرے مخدوم ومکرم مولوی مہرالدین صاحب سکنہ لالہ موسیٰ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے مولوی صاحب پنجابی زبان میں نہایت عمدہ ملکہ رکھتے ہیں اور مثالیں دے دے کر نفس مضمون سامعین کے دلوں پر اچھی طرح سے منقش کر دیتے ہیں انہوں نے وفات مسیح علیہ السلام پر تقریر شروع کی گاؤں کے لوگ بھی ساٹھ ستر کے قریب سامعین تھے ۔ ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک ہی وعظ ہوا تھا کہ بعض مفسد اور شریر جو اس تقریر میں شامل تھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یہ مشورہ ٹھانکر آئے تھے کہ شاید ان احمدی لوگوں کا وعظ سنکر کچھ لوگ مرزائی ہو جاویں چلو شور کریں اور وعظ نہ ہونے دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا انکو خاموش کرنے کے لئے مولوی غلام رسول صاحب دوبارہ کھڑے ہوئے مگر چونکہ ان جہلا کا مطلب اور ہی تھا حق جوئی نہ تھا۔ اس لئے نماز عصر تک یہی شور وغل رہا تقریر ناتمام رہی کہ وقت عصر ہوگیا نماز عصر پڑھکر لوگ ادہر ادہر چلے گئے نماز مغرب کے بعد کھانا اور پھر عشا کی نماز کو ہے پڑہا دیگئی۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے مولوی غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ اس وقت تمام گاؤں میں سکوت ہے آذان عشا اور قرأت بلند آواز اور خوش الحانی سے ہونی چاہیے تاکہ سب مستورات اور مرد مان مخالفین جو اس وقت کوٹھوں پر ہیں سنیں۔ شاید کوئی سعید روح ہدایت پا جاوے۔ مولویصاحب کا یہ خیال فراست ایمانی تھی جو غیبی طاقت بنکر گویا انہی کی زبان سے بول رہی تھی کہ ایسا ہونا چاہیے مولوی فضل الرحمان ہیلانی نے آذان عشا اور قرأت بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑہی آذان اور قرأت سنکر سامعین کے دلوں پر پورا پورا اثر ہوا۔ جب نماز سے فارغ ہوگئے تو گاؤں کے باشندے دو اڑہائی سو کے قریب جمع ہوگئے۔ اونہوں نے درخواست کی ہم کو وعظ سناؤ۔ عقائد بتلاؤ۔ ہم صرف حق جوئی کے لئے آئے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب نے اون کی درخواست منظور کرکے سورہ کوثر پڑہکر تقریر شروع کی۔ اسی ضمن میں سب پہلو جنہیں لوگ شک وشبہات کیا کرتے اور اعتراض کرتے ہیں کھول کھول کر بیان فرمائے۔ سبحان اللہ وبحمدہ یہ تقریر ایسی موثر اور کشش قلوب کا باعث ہوئی کہ ۱۲ بجے رات تک نہایت سکون اور توجہ سے لوگوں نے وعظ سنا۔ آخر ایک شخص مسمی میرا جو پہلے احمدیان مونگ کا نہایت مخالف اور ایذا رسان تھا اور ہر ایک تکلیف دہی میں سابق اور سرگروہ تھا وہ یوں اٹھا کہ بس مولویصاحب جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے ہم سب نے اچھی طرح سنا۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی بدگوئی کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ آپ لوگوں کی نمازیں وعظ اور عقاید نہایت ہی عمدہ ہیں۔ آپ کا وعظ سنکر ہم لوگ بہت خوش ہوئے جزاک اللہ لیکن آپ نے دوران وعظ میں ارشاد فرمایا تھا۔ کہ لیکھرام پشاوری کو گویا کسی فرشتہ نے پیشگوئی امام کے مطابق قتل کیا تھا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی یا شاید آپ نے غلطی کہائی ۔ مولویصاحب ابھی جواب دینے کو ہی تھے کہ اونہیں سے ایک دوسرا آدمی بول اونہا کہ قبل اس کے کہ مولویصاحب جواب دیں پہلے جواب مجھ سے سن لو۔ اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کا جواب تلوار سے دیا اور سیکڑے کفار کو واصل جہنم کیا تو مرزا صاحب کا دعویٰ ہی اونہیں کی خلافت کا ہے تو اگر ایک کافر بے ایمان دشمن رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا صاحب کی دعا یا پیشگوئی سے قتل ہوگیا تو یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ محل اعتراض غرضیکہ اس تقریر نے لوگوں کے دلوں کی گرہیں کہولیں اور وہ ایک حدتک حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو مان گئے ۔ مولوی غلام رسول صاحب موصوف اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی خدمت میں نہایت ادب سے ہماری درخواست ہے کہ جب تخم ریزی ہوچکی ہے اگر آبپاشی اور گوڈی کیخاطر ایک دو دفعہ مونگ میں تشریف لیجادیں تو یقین کامل ہے کہ یہ پودے نہایت عمدہ صورت میں نشوونما پا جائینگے ۔

ہمیں اس بات کا نہایت افسوس ہے کہ جناب ملک مولا بخش صاحب سکرٹری ضلع اور حافظ صاحب وزیرآبادی بسبب علالت طبع اس جلسہ میں شریک نہ ہوسکے آیندہ جلسہ کی ابھی کوئی جگہ اور تاریخ مقرر نہیں ہوئی غالباً ماہ شعبان میں بمقام ضلع اٹل میں جلسہ منعقد ہوگا فیصلہ ہونے پر [illegible] والسلام - راقم [illegible] احمدی [illegible]